بری، بحری اور فضائی افواج کا مشترکہ ادارہ

ISPR

50 YEARS OF 1st PMA LONG COURSE

Feb. 1950 - 2000

التجا! بہ بارگاہِ ربّ العالمین

کر دُور سبھی اِس کی بلائیں مرے مولا
اِس دیس پہ آفات نہ آئیں مرے مولا

اِس طَور وطن پر ہو تری چشمِ عنایت
آنکھیں نہ کبھی اَشک بہائیں مرے مولا

مہکائے سَدا فصلِ گُل و لالہ چمن کو
اِس میں کبھی آئیں نہ خزائیں مرے مولا

طوفانِ بلاخیز میں ہے کشتیٔ اُمید
صُورت کوئی ساحل کی دکھائیں مرے مولا

اُمیدِ کرم تیرے سوا کِس سے رکھیں ہم
بخشے گا بھلا کون خطائیں مرے مولا

آئے جو زباں پر ترے محبُوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مِدحت
برسیں تری رحمت کی گھٹائیں مرے مولا

اِس قوم کو ہے ناز ترے لُطف و کرَم پر
مقبُول ہوں سب اِس کی دُعائیں مرے مولا

سجّاد مرزا

نعتِ رسُولِ مقبُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبیؑ آتے رہے، آخر میں نبیوں کے اِمام آئے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
وہ دُنیا میں خُدا کا آخری لے کر پیام آئے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

جُھکانے آئے بندوں کی جبیں اللہ کے دَر پر
سِکھانے آدمی کو آدمی کا احترام آئے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ آئے جب تو عظمت بڑھ گئی دُنیا میں انساں کی
وہ آئے جب تو انساں کو فرشتوں کے سلام آئے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

پَرِ پرواز بخشے آپ نے یُوں آدمیّت کو
ملائک رہ گئے پیچھے کچھ ایسے بھی مقام آئے

خُدا شاہد! یہ اُن کے فیضِ صحبت کا نتیجہ تھا
شہنشہ گر پڑے قدموں میں، جب اُن کے غلام آئے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

وہ آئے جب تو دُنیا اِس طرح سے جگمگا اُٹھی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ خورشیدِ درخشاں جس طرح بالائے بام آئے

وہ ہیں بیشک بشر، لیکن تشہّد میں، اذانوں میں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
جہاں دیکھو خُدا کے نام کے بعد اُن کا نام آئے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کیا جب بھی کسی کذّاب نے دعویٰ نبوّت کا
تو جھٹ میدان میں ختمِ نبوّت کے غلام آئے

بروزِ حشر، امیں جب نفسی نفسی کا سماں ہوگا
وہاں وہ کام آئیں گے، جہاں کوئی نہ کام آئے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّد امین گیلانی

ہلال

جلد : 36
نمبر : 25

10 فروری 2000ء

مدیرِ منتظم
میجر مستعین الرحمٰن

مدیر معاون ☆ بشیر احمد چودھری
ادارتی معاونین ☆ رانا ظفر اقبال
☆ محمد امجد
گرافکس ☆ خالد بن مجید
لے آؤٹ ☆ سیّد مجیب شاہ
☆ عبدالغفار چشتی

رابطہ

ہفت روزہ ہلال
ہلال روڈ راولپنڈی 46000

فون ——— 56134605
فیکس ——— 9271605
آئی ایس پی آر ایکس چینج ——— 56130053
نیوز روم ہلال ——— ایکس ٹینشن 214
ہلال کی خریداری و معلومات ——— ایکس ٹینشن 236
——— ایکس ٹینشن 220

شرح خریداری

دو سو روپے سالانہ
(صرف بذریعہ بنک ڈرافٹ / منی آرڈر)
بنام : ایڈیٹر ہلال

صراط مستقیم

جرات و شجاعت مجاہد کا وصف ہے 3

خصوصی پیشکش

فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کی گولڈن جوبلی تقریبات 4
جب محترمہ فاطمہ جناح اکیڈمی تشریف لائیں 9

مضامین

یادش بخیر — بریگیڈئر (ریٹائرڈ) فضل الرحیم 18
صحرائے تھر میں پاک فوج کی خدمات — کرنل اشفاق حسین 24
بادلوں سے بلند محاذ جنگ — مارٹن اے شوگرمین 21
تحریک آزادی کشمیر — محمد عارف مغل کشمیری 26
50 سال پہلے 20
دفاعی افق 29
ایڈیٹر ہلال کے نام 30

خبریں / رپورٹیں

سرحد میں بھل صفائی مہم 31
پاک فضائیہ کی کارکردگی کا سہ ماہی جائزہ 34
ائرمارشل فاروق قاری کا وائس چیف آف سٹاف کے عہدے پر تقرر 35
آرمی جج میڈیکل مشن 36
بریگیڈئر راشد قریشی کی میجر جنرل کے رینک پر ترقی 37
پی این ایس کارساز میں پاسنگ آؤٹ پریڈ 38
پروفیسر محمد منور مرزا انتقال کر گئے 28

سرورق

1- فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان جناب لیاقت علی خان جنٹلمین کیڈٹ راجہ عزیز بھٹی (شہید نشان حیدر 1965ء) سے ہاتھ ملا رہے ہیں

2- فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کا ایک منظر

پسِ سرورق

1- خالد کمپنی کو بہترین کارکردگی پر قائداعظم بینر (علم) عطا کیا گیا

2- ایڈجوٹنٹ کیپٹن بشیر احمد پریڈ کی کمان کرتے ہوئے

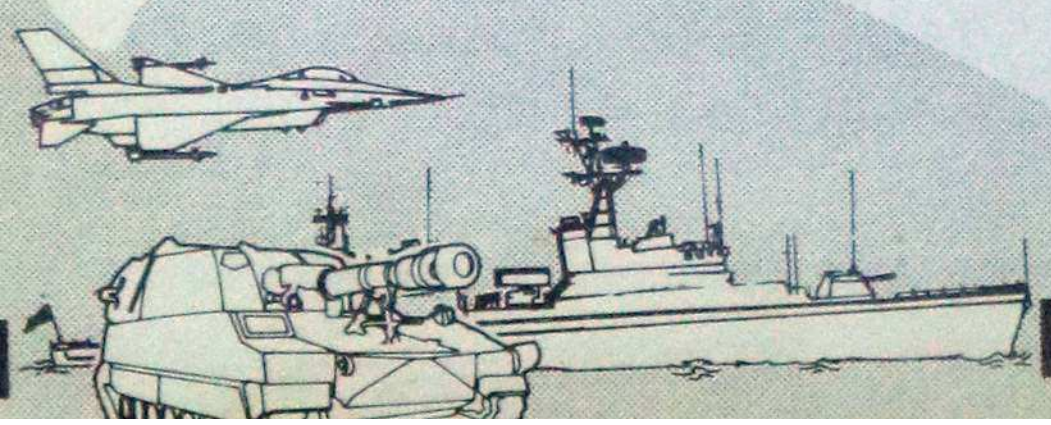

بحری اور فضائی افواج کا ہفت روزہ

ضعیف اور بیمار لوگ اور وہ لوگ جو شرکتِ جہاد کے لئے راہ نہیں پاتے' اگر پیچھے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں جبکہ وہ خلوصِ دل کے ساتھ اللہ اور اس کے رسولؐ کے وفادار ہوں۔ ایسے محسنین پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اللہ درگزر کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے

(سورۂ توبہ۔ آیت:۹۱)

مشرکین سے اپنے مال اور جان اور زبان سے جہاد کرو

(روایت: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ابوداؤد' نسائی)

اقوالِ زریں

- خوشامد اور تعریف شیطان کا نہایت مضبوط داؤ ہے
- اللہ تعالیٰ سے قناعت پسند دل مانگو یہ بہت بڑی نعمت ہے
- انسان کی عظمت کرامات میں نہیں' کردار کی صفائی میں ہے
- اکثر لوگ بہت علم رکھتے ہیں مگر تھوڑے یقین کے محتاج ہوتے ہیں

آپ کو اپنے آباؤاجداد کی طرح مجاہدانہ جذبہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ اس قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس کی تاریخ بہادری' شجاعت اور بلندیٔ کردار کی بے شمار مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ ان روایات کے مطابق زندگیاں بنایئے اور اس تاریخ میں ایک اور درخشاں باب کا اضافہ کیجئے

(خطاب: ۳۰ اکتوبر ۱۹۴۷ء)

حاصل کسی کامل سے یہ پوشیدہ ہنر کر
کہتے ہیں کہ شیشہ کو بنا سکتے ہیں خارا
افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر
ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارا

(ارمغانِ حجاز)

پاکستان ملٹری اکیڈمی میں گورنر جنرل پریڈ (فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ) کے موقع پر وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علی خان نے سلامی لی۔ ان کے ساتھ بائیں طرف اکیڈمی کے پہلے کمانڈنٹ بریگیڈیئر انگل جبکہ دائیں طرف جنرل سرڈگلس گریسی کھڑے ہیں (۴ فروری ۱۹۵۰ء)

فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کے کیڈٹس مارچ پاسٹ کرتے ہوئے (۴ فروری ۱۹۵۰ء)

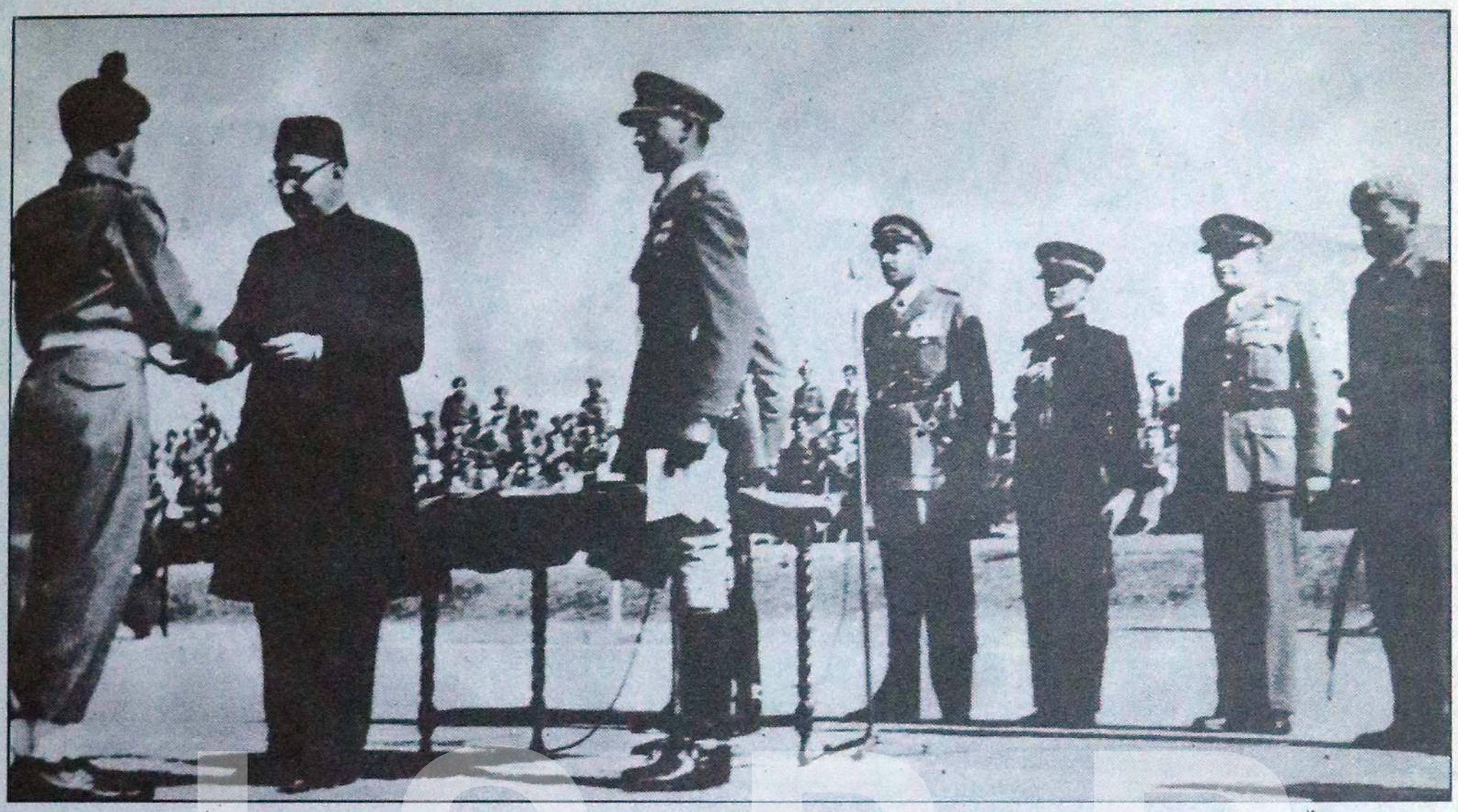

وزیر اعظم پاکستان خان لیاقت علی خان فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کے بہترین جنٹلمین کیڈٹ راجہ عزیز بھٹی کو نارمن گولڈ میڈل کا اعزاز دے رہے ہیں (۴ فروری ۱۹۵۰ء)

جنٹلمین کیڈٹ راجہ عزیز بھٹی (بعد میں میجر عزیز بھٹی شہید نشان حیدر) شمشیر اعزاز حاصل کرنے کے بعد وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خان سے
ہاتھ ملا رہے ہیں (۴ فروری ۱۹۵۰ء)

ایک یادگار لمحہ۔ محترمہ فاطمہ جناح سب سے آخری بینچ پر بیٹھی ہوئی ہیں ان کے پیچھے کمانڈنٹ پی ایم اے بریگیڈئر ایف ایچ بی انگل' لیفٹیننٹ کرنل فضل مقیم کیپٹن علی ضامن نقوی' کیپٹن آر۔ڈی شمیم اور لیفٹیننٹ کرنل اختر ملک کھڑے ہیں اگلے بینچ پر میجر جنرل اظہر علی سید اور میجر راجہ عزیز بھٹی بیٹھے ہیں

ISPR

آپریشن کے دوران میجر اقبال نے جام شہادت نوش کیا۔

۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران میجر راجہ عزیز بھٹی ملکی دفاع پر اپنی جان نچھاور کرتے ہوئے شہید ہو گئے اور سب سے بڑے فوجی اعزاز نشان حیدر کے حقدار ٹھہرے۔ ۱۹۶۵ء میں ہی آرمرڈ کور کے بریگیڈیر مظفر خان ملک بہادری سے لڑتے ہوئے شدید زخمی ہو گئے لیکن ملکی سلامتی پر آنچ نہ آنے دی۔ مظفر خان بعد میں چیف سیکرٹری پنجاب بھی رہے

میجر جنرل (ر) نائیڈ نصیر اللہ خان بابر نے جو گورنر سندھ اور وزیر داخلہ بھی رہ چکے ہیں میدان جنگ میں نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا اور اپنی بے مثال جرات کے باعث دو مرتبہ ستارۂ جرات کا اعزاز حاصل کیا۔ دفاع وطن کے ساتھ ساتھ دیگر قومی خدمات بھی سرانجام دیں۔

میجر جنرل اظہر علی نے پاکستان ملٹری اکیڈمی میں تربیت اور نظم و ضبط کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اکیڈمی میں ان دنوں تربیت اور نظم و ضبط کا اعلیٰ معیار قائم تھا جو انڈین ملٹری اکیڈمی سے کہیں بہتر تھا۔ ملٹری ٹریننگ کے علاوہ نصابی سرگرمیوں کے لئے اعلیٰ تعلیم یافتہ سویلین انسٹرکٹرز تھے جن میں سے اکثر پی ایچ ڈی تھے جنہیں پاکستان کی مختلف یونیورسٹیوں سے لیا جاتا اور وہ اکیڈمی میں بحیثیت ملٹری انسٹرکٹرز خدمات سرانجام دیتے۔ اکیڈمی میں کوئی مضمون بھی ایسا نہ تھا جس کے لئے سپیشل انسٹرکٹر مقرر نہ ہو۔ ان دنوں دو گریجوایٹ کورسز بھی اکیڈمی میں زیر تربیت تھے جو ہم سے پہلے پاس آؤٹ ہو گئے

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ اکیڈمی میں سینئرز کا بہت احترام کیا جاتا تھا۔ سینئرز جو بھی حکم دیتے ہم اسے فوراً" بجا لاتے کیونکہ اس کا تعلق ہمیشہ ہماری تربیت سے ہوتا' سینئرز کیڈٹس نصابی وغیر نصابی سرگرمیوں میں جونیئرز کی رہنمائی بھی کرتے۔ وہ اس بات کو ذمہ داری خیال کرتے کہ جونیئرز میں فوجی آداب کو پروان چڑھائیں۔

بانی پاکستان کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ قائداعظم کو ملٹری اکیڈمی کاکول اور اس کے کیڈٹوں سے بہت محبت تھی۔ اس اکیڈمی کی پہلی بٹالین کو انہوں نے اپنی بٹالین ہونے کا اعزاز بخشا۔ ہماری پاسنگ آؤٹ پریڈ کی سلامی بھی قائداعظم نے ہی لینا تھی اور اس پریڈ کا نام بھی گورنر جنرل پریڈ تھا۔ کیڈٹس کو قائداعظم کی آمد کا شدت سے انتظار تھا لیکن ۱۱ ستمبر کو ان کی وفات کے باعث ہماری یہ آرزو پوری نہ ہو سکی۔ جس کا ہمیں ہمیشہ افسوس رہے گا۔ قائداعظم کی وفات کے بعد پاکستان کے وزیراعظم لیاقت علی خان نے پی ایم اے کے پہلے لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر

پاکستان ملٹری اکیڈمی کو پرچم اور رجمنٹل کلر عطا کیا۔ انہوں نے بہترین کیڈٹ اور تعلیمی اعتبار سے سب سے نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے پر راجہ عزیز بھٹی کو اعزازی تلوار اور طلائی تمغہ نارمن میڈل عطا کیا۔ قائداعظم کلر خالد کمپنی نے حاصل کیا۔

اہم واقعات کو یاد کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ دوران تربیت مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح پی ایم اے تشریف

میجر جنرل (ریٹائرڈ) اظہر علی سید

لائیں اور ہماری کلاس میں آکر سب سے آخری بنچ پر تشریف فرما ہوئیں' اور کچھ دیر کے لئے کلاس میں دیا جانے والا لیکچر بھی سنا۔ اس تاریخی اور یادگار لمحے کو فوٹو گرافر نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیا۔ اس تصویر میں محترمہ سے اگلے بینچ پر میجر عزیز بھٹی شہید اور میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

میجر عزیز بھٹی شہید نشان حیدر کے بارے میں اپنی یادوں کو تازہ کرتے ہوئے میجر جنرل اظہر علی سید نے بتایا کہ راجہ عزیز بھٹی پہلے لانگ کورس میں میرے انتہائی قریبی ساتھی تھے۔ دنیا آج انہیں صرف ایک جری اور دلیر افسر کی حیثیت سے جانتی ہے ان میں ذہانت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی بہت کم انسانوں میں اس قدر ذہانت اور حاضر دماغی دیکھنے میں آئی ہے۔ وہ تیزی سے درست فیصلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے' ان کا مطالعہ اور معلومات بہت وسیع تھیں۔ میں اور عزیز بھٹی ذرا سا وقت ملنے پر سیاست' معاشیات اور دیگر نصابی مضامین پر بحث مباحثہ کرتے ان کی معلومات کا یہ عالم تھا کہ اگر انہیں ۵ منٹ کی تقریر کرنے کو کہا جاتا تو وہ فوراً کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دیتے ان کی تقریر میں ایسا ربط اور تنوع ہوتا کہ یوں لگتا گویا موتیوں کی ایک لڑی ہے۔ اس حوالے سے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے انہوں نے بتایا۔

"مجھے یاد ہے کہ ایک دن میجر راجہ عزیز بھٹی کو تقریر کے لئے "CLOUDS" یعنی "بادلوں" کا عنوان دیا گیا اور یہ ایسا عنوان ہے جس پر کوئی بھی شخص زیادہ دیر تک تقریر نہیں کرسکتا' لیکن عزیز بھٹی کے پاس اس عنوان سے متعلق بھی معلومات کا اس قدر ذخیرہ تھا کہ وہ مقررہ وقت ختم ہو جانے کے باوجود مدلل اور دلچسپ تقریر کئے جارہے تھے۔ ہمارے پلاٹون کمانڈر نے انہیں خاموش ہوجانے کا اشارہ کیا۔

پاکستان ملٹری اکیڈمی نے بہت سے زمانے دیکھے۔ نصف صدی قبل بے سروسامانی کے حالات اور آج کی جدید ترین اکیڈمی کے بارے میں اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے میجر جنرل ریٹائرڈ اظہر علی سید نے کہا کہ پاکستان ملٹری اکیڈمی کا شمار دنیا کے جدید اور بہترین اداروں میں ہوتا ہے اور گزشتہ پچاس سال سے اپنا سفر خوب سے خوب تر کی طرف جاری رکھے ہوئے ہے۔ نصف صدی قبل جس بے سروسامانی کی حالت میں یہاں تربیت کا آغاز ہوا تھا اب اس کی جگہ ایک جدید پی ایم اے نے لے لی ہے اور نہ صرف اس کا شمار دنیا کی جدید اکیڈمیوں میں ہوتا ہے بلکہ متعدد شعبوں میں یہ دیگر اکیڈمیوں میں سبقت بھی لے گئی ہے۔

یہاں اب مستقبل کے معماروں کو تمام عسکری رموز سے نا صرف واقف کرایا جاتا ہے بلکہ ان میں اصلی روح شوق شہادت' جذبہ جہاد اور جذبہ حب الوطنی پھونکی جاتی ہے۔ پاکستان ملٹری اکیڈمی بہت سے زمانے دیکھے۔ ناکارہ بلڈنگ اور بے سروسامانی سے آغاز کیا لیکن اب اس میں کشادہ لیکچرہال' عمدہ رہائش اور مختلف شعبے میں بہت جدید سہولیات سے آراستہ ہے۔ پی ایم اے کے سینئر کیڈٹ ہونے کی وجہ سے میری دعا ہے کہ یہ عظیم درسگاہ مستقبل میں بھی اس طرح پاک فوج کو اعلیٰ قیادت فراہم کرتی رہے گی اور ایمان' تقویٰ اور جہاد کے تقاضوں کو پورا کرتی رہے۔ انہوں نے ہلال کے ذریعے زیر تربیت کیڈٹس پر زور دیا کہ وہ پی ایم اے میں قیام کے دوران اپنی پیشہ ورانہ اہلیت میں اتنا اضافہ کرلیں کہ وہ جہاد کے تقاضوں پر پورا اتر سکیں اور ملک و قوم کی سلامتی و بقاء اور استحکام کی بہترین طریقے سے پاسداری کرسکیں۔

پاکستان ملٹری اکیڈمی کا نصب العین بہت اعلیٰ و ارفع ہے اور اس کا مشن بہت کٹھن ہے لیکن جس اہلیت اور تندہی کے ساتھ یہ طویل عرصے سے اپنی خدمات سرانجام دے رہی ہے' وہ اس کی غیر معمولی منصوبہ بندی اور اعلیٰ کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آج اس اکیڈمی کے تربیت یافتہ افراد ملک و قوم کی خدمت کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کی شاندار کارکردگی کو دیکھتے ہوئے یہ یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ خوب سے خوب تر کی تلاش کا سفر جاری رکھے گی اور کیڈٹوں کو بہتر تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کا فریضہ بطور احسن انجام دیتی رہے گی۔

"آپ میں سے جن حضرات کو آج کمیشن مل رہے ہیں' میں انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ ملک نے آپ کو سب سے بڑا اعزاز عطا کیا ہے۔ آپ کو دنیا کے بہترین سپاہیوں کی کمان کرنے کی تربیت دی گئی ہے۔ آپ اسی مقام پر قناعت نہ کریں۔ یہ آپ کی ترقی کا پہلا قدم ہے۔ اب اپنے حاصل کئے ہوئے علم سے کام لینا شروع کیجئے اور اپنے علم میں اضافہ کیجئے۔ اب آپ اپنی زندگی کے سفر کا آغاز کر رہے ہیں۔ راستے میں آپ کو مشکلات اور تحریص کا سامنا کرنا ہوگا۔ مشکلات آپ کے حوصلوں پر اثرانداز ہوں گی اور تحریص آپ کو راہ راست سے بھٹکانا چاہے گی۔ یہ آپ کا کام ہے کہ اس طرح کام کریں کہ جب بھی گزرے ہوئے زمانے کی جانب نظر جائے تو اطمینان ہی اطمینان نظر آئے کہ آپ نے اپنا فرض بدرجہ اتم پورا کیا ہے۔ زندگی کا سب سے بڑا صلہ وہ اطمینان ہے جو انسان کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ کسی ملک کو اسی وقت برتری اور عظمت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ اس کے باشندے اپنا کام پوری محویت اور محنت و مشقت کے ساتھ انجام دیں۔ اس امر کا مطلقاً" کوئی لحاظ نہ رکھنا چاہئے کہ کون شخص کس قسم کا کام انجام دیتا ہے۔ اگر وہ اپنے کام کو پوری دیانتداری کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہنچاتا ہے تو وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی بھلائی کے لئے اپنا پورا پورا حصہ ادا کرتا ہے۔"

(فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کی پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر وزیراعظم جناب لیاقت علی خان کی تقریر سے اقتباس' ۴ فروری ۱۹۵۰ء)

فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس کے شرکاء کی ایک یادگار تصویر

ISPR

(پہلی قطار بائیں سے دائیں) فقیر محمد، ظفر خان، لقمان محمود، راجہ عزیز بھٹی، لیفٹیننٹ کرنل اختر حسین ملک (بٹالین کمانڈر) بریگیڈیئر ایف۔ایچ۔بی انگل، او بی ای (کمانڈنٹ)، ملک شریف، احمد جمال، محمد اکرم، گل حیات، اقبال مہدی

(دوسری قطار بائیں سے دائیں) یوسف علی، حیات اللہ، جہانداد، سردار احمد، اقبال حسین، عبداللہ ملک، محمد احمد، سعادت علی، اشتیاق گیلانی، مفتی وجاہت، حامد شگری، مظفر ملک، فضل الرحیم، نصیر اللہ بابر

(تیسری قطار بائیں سے دائیں) ایچ۔آر قادری، سعید ملک، عابد حسین، اختر رضوانی، عزیز عالم، ایم۔ایچ ٹوانہ، اسد خان، ریاض خان، زائر حسین، اعجاز واحدی، اصغر جیلانی، ایاز خان وزیر، صفدر بٹ

(چوتھی قطار بائیں سے دائیں) ظفر حشمت، حسن درانی، میاں محمود، نذیر الحق، عزیز الرحمٰن، ایم۔زیڈ حامد، اعجاز الدین، اظہر علی سید، قاضی ایم۔آر، آر۔اے۔ایس بخاری، سعید خان*

(پانچویں قطار بائیں سے دائیں) کلیم الرحمٰن*، ایم۔ایچ۔مبارک، معین فاروقی، عبدالنعیم، محمد رضا، دلدار رانا، محمد اختر، محمود قریشی، محمد صالح، سردار شکوہ، رجب اے۔وزیر، جہانزیب بنگش

* (یہ کیڈٹس فرسٹ پی ایم اے لانگ کورس میں شامل نہیں)

یادش بخیر

تحریر : بریگیڈئر (ریٹائرڈ) فضل الرحیم

یہ ۲۳ جنوری ۱۹۴۸ء کا دن تھا۔ سخت سردی تھی--- خشک اور شدید سردی جیسی کہ مری کے دامن میں واقع راولپنڈی میں ہوتی ہے۔ ٹرانزٹ کیمپ سنسان دکھائی دیتا تھا۔ جہاں مہمانوں کی خاطر تواضع کے لئے کوئی خاص انتظام نہ تھا۔ کیڈٹس بے چینی سے ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ ان میں سے اکثر پریشان تھے کہ اپنے لوہے کے بڑے صندوق کو کس طرح سنبھالیں جو پی ایم اے کی ہدایات کے مطابق خریدی جانے والی اشیاء سے اٹے پڑے تھے۔ ہر شخص کسی شناسا چہرے کا متلاشی تھا کہ کوئی آئے اور ان کا ہاتھ بٹائے۔ مختلف کیڈٹ کالجوں سے آنے والوں کو تعلقات کی تجدید میں زیادہ دیر نہیں لگی۔ سکول کے زمانے کے پرانے دوست آپس میں گھل مل گئے اور اپنے بھاری بھر کم بکسوں پر جگہ بنا کر قدرے اطمینان سے بیٹھ گئے۔ وہ نوجوان جو گھر سے دور رہنے اور مشکلات جھیلنے کے عادی نہیں تھے خود کو نئے ماحول کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے تھے۔

ان میں ایک لمبا تڑنگا نوجوان (محمد حسین ٹوانہ) سب کی نگاہوں کا مرکز تھا۔ وہ نہایت خوبصورت پگڑی، برجس اور گھڑسواری کے لمبے بوٹ پہنے ہوئے تھا اور کچھ یاد نہیں پڑتا کہ اس کے ہاتھ چابک بھی تھی یا نہیں وہ نہایت پراعتماد دکھائی دیتا تھا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ نمایاں تھی۔ اس کی دوررس نگاہیں کسی شناسا چہرے کی تلاش میں تھیں۔ ہر چہرہ یاد رکھنے کے قابل تھا۔ کیونکہ اس وقت کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہ نوجوان آگے چل کر پاکستان کا قیمتی اثاثہ ثابت ہوں گے۔ ان نوجوانوں میں سے ایک نے نشان حیدر حاصل کیا۔ ایک نے ٹینکوں کی گھمسان کی جنگ لڑتے ہوئے اور دوسرے نے بے مثل توپچی کا کردار ادا کرتے ہوئے ستارۂ جرات کا اعزاز دو مرتبہ حاصل کیا۔ دو گورنروں کے عہدے تک پہنچے۔ ایک چیف آف جنرل سٹاف ایک چیف سیکرٹری، ایک پاک فوج میں انجینئر انچیف، ایک چیئرمین واپڈا اور ایک فوجی فاؤنڈیشن کے منیجنگ ڈائریکٹر بنے۔ دو نے بیرونی ممالک میں پاکستان کے سفیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔

ایک مالی امور کے ممتاز ماہر بن کر ابھرے اور بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ کچھ نے کھیل کے میدان میں اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوایا۔ ایک نے خود کو کامیاب سرمایہ کار ثابت کیا ایک سی پی او کلب کے تاحیات صدر مقرر ہوئے۔

ہم سب راولپنڈی سے بذریعہ ٹرین روانہ ہوئے۔ یہ جنگ عظیم دوم کے زمانے کی ایک پرانی سی ٹرین تھی۔ جو انگریزوں نے وادی سندھ کے بالائی حصوں سے بھرتی ہونے والے نوجوانوں کو جنگی محاذوں پر پہنچانے کے لئے چلائی گئی تھی۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب جنگ عظیم دوم آخری مراحل میں تھی۔ ٹرین کے تمام ڈبوں کی حالت قابل رحم تھی اور ان سے مختلف قسم کے شور ایک کورس کے انداز میں سنائی دے رہے تھے۔ جنگ تین سال قبل ہی ختم ہوئی تھی اور قیام پاکستان کے ساتھ ہی فرقہ ورانہ فسادات وسیع پیمانے پر پھوٹ پڑے تھے۔ مہاجرین کی آمد جاری تھی اور کشمیر میں جنگ شروع ہو چکی تھی۔ کیمپ میں موجود ہر کوئی ان لمحات کی تاریخی اہمیت سے بخوبی واقف تھا اور قومی بقاء کے لئے لڑنے مرنے کے جذبے سے سرشار نظر آتا تھا۔ قیام پاکستان کے دوران جن مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کے اثرات بعض نوجوانوں کے چہروں پر عیاں تھے۔ ان میں سے کئی فرقہ ورانہ فسادات کے خونی سمندر سے گزر کر آئے تھے۔

پی ایم اے ایک خواب تھا جو حقیقت میں بدل گیا اور دوسری حقیقت یہ کہ پی ایم اے اکیڈمی کاکول میں فرسٹ پاکستان بٹالین قائداعظم اون (QUAID-E-AZAM S OWN) کے بانی ارکان میں شامل ہونا ہمارے لئے ایک بہت بڑا اعزاز تھا۔ ہمارے سامنے ایک مکار دشمن تھا جس کی چیرہ دستیوں کا ہم سامنا چکے تھے۔ پھر ہمیں ان لاکھوں مہاجرین کو تحفظ فراہم کرنا تھا جو ہجرت کر کے پاکستان آرہے تھے ہماری آزمائشیں آج بھی ختم نہیں ہوئیں۔ اور آج بھی ہمیں دشمن کی اسی مکاری کا سامنا ہے۔ ہمیں فیصلہ کن جنگیں لڑنا اور برائی کو جڑ سے ختم کرنا ہے تاکہ ہماری آنے والی نسلیں محفوظ رہیں۔ نیکی اور بدی کے درمیان جنگ کبھی ختم نہیں ہو گی یہ ازل سے جاری ہے اور جاری رہے گی۔ اس نوع کے خیالات سے قائداعظم محمد علی جناح نے ہمارے نوجوانوں کے دلوں کو گرمایا تھا۔

اگلی صبح ہم حویلیاں اتر گئے۔ جنگ کے زمانے کے تین ٹرک ہمیں کاکول لے جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ جن کی تھوڑی بہت مرمت کر کے قابل استعمال بنالیا گیا تھا۔

ہمارے وہ ساتھی جو کبھی کھلے فوجی ٹرک میں نہیں بیٹھے تھے ان کے لئے یہ ایک ناخوشگوار تجربہ تھا۔ اردگرد کا منظر بہت دلفریب اور مسحور کن تھا۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور سورج کی سنہری کرنوں سے نوجوانوں کے چہرے دمک رہے تھے۔ گو سردی بہت تھی لیکن اکٹھے سفر کرنے سے اس کا احساس نہیں ہو رہا تھا۔ ان دنوں پی ایم اے کا کوئی گیٹ نہیں تھا۔ اس لئے ٹرک کاکول روڈ پر چلتے ہوئے ہمیں سیدھے کمپنی دفاتر لے گئے۔ اس سے پہلے کہ ہم ٹرکوں سے نیچے اترتے "تھرڈ آئی ایم اے کورس کے پاکستانی کیڈٹس ہمارے گرد جمع ہو گئے

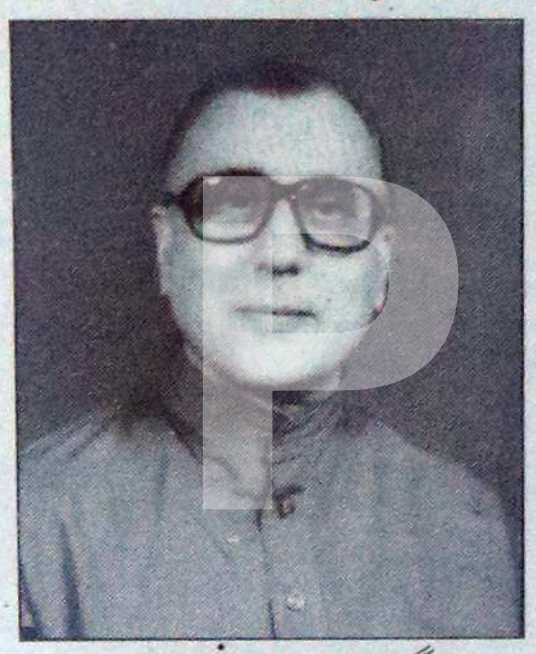

بریگیڈئر (ریٹائرڈ) فضل الرحیم

(بعد میں اسے آئی ایم اے / پی ایم اے کورس کا نام دیا گیا) جو ہم سے پہلے پی ایم اے وارد ہو چکے تھے۔ اور عسکری زندگی میں ہماری تربیت کی نگرانی کرنا ان کی ذمہ داری میں شامل تھا۔ انہوں نے اجنبیوں کی طرح ہمارا استقبال کیا اور اگلے تین دنوں کے اندر ہماری تربیت کچھ اس انداز سے کرنی شروع کی کہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء ہمارے ذہنوں میں پھر سے تازہ ہو گیا اور ہم جلد ہی سیکھ گئے کہ کیسے چلنا ہے، کیسے باتیں کرنا ہے اور بالخصوص کیسے سننا ہے۔ انہوں نے ہمیں پی ایم اے کی صفائی اور کھیل کے میدانوں سے پتھر چننے پر لگا دیا۔ وہ ہمیں سارا دن کاکول روڈ پر دوڑائے رکھتے۔ یہ انتہائی کٹھن اور صبر آزما دن تھے۔ لیکن تمام مشکل مرحلے جلد ہی طے ہو گئے۔ بعد ازاں ہمارے لئے ہر دن خوبصورت اور ہر شام حسین ہو گئی۔ ہماری پریشانیاں اور مصائب آہستہ آہستہ کم ہو رہے تھے۔ حتیٰ کہ پھر انہیں (ہمارے سینئرز) اطمینان ہو گیا کہ ہم کامیابی سے اپنا کورس مکمل کر لیں گے۔

رات کو ہم خوب رگڑ رگڑ کر جوتے چمکاتے اور صبح برف سے ڈھکے میدانوں میں مارچ کرتے، رات کو ساری محنت اکارت ہو جانے پر کڑھتے۔ خامیاں دور کی جاتیں۔ ہر آنے والی شام پھر سے جوتے چمکانے کی مشق کی جاتی۔ یہ ہمارا روز کا معمول تھا۔ اکیڈمی میں چند دن گزارنے کے بعد ہر نوجوان چاق و چوبند اور مستعد ہو گیا تھا۔ کوارٹر ماسٹر سٹورز کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس کے پاس ہر سائز کی چھوٹی اور بڑی وردیاں موجود تھیں۔ پی ایم اے کا درزی بھی اپنے فن کا ماہر تھا۔ وہ مختصر نوٹس پر سب کو لباس زیب تن کرا دیتا۔ ابتدائی دنوں میں پلاٹون کمانڈر سارا دن ہمارے سر پر سوار رہتے ہماری وردیوں کو فٹ کرواتے، ہمارے ٹرن آؤٹ اور سیلوٹنگ کا معائنہ کرتے اور بعض اوقات مسکرانے کی کوشش بھی کرتے۔ ہم نے ان کے ساتھ طویل عرصہ گزارا اور ان کی رفاقت سے لطف اندوز ہوئے۔ پی ایم اے میں ہمارے انسٹرکٹروں نے جس لگن سے ہمیں تربیت دی ہم اس کا قرض کبھی نہیں چکا سکتے۔

دن ہفتوں، ہفتے مہینوں اور مہینے سالوں میں بدلتے چلے گئے۔ ہر روز ہمیں ایک نئے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا۔ پھر ایک روز ایسا بھی آیا کہ ہم وزیراعظم پاکستان (نوابزادہ لیاقت علی خان) کے سامنے مارچ پاسٹ کرتے ہوئے گزر رہے تھے۔ یہ چار فروری ۱۹۵۰ء کا دن تھا اور ہم پاکستان آرمی میں کمیشن پا رہے تھے۔ آج اس بات کو آدھی صدی گزر چکی ہے لیکن اس کی یادیں آج بھی ہمارے ذہنوں میں تازہ ہیں۔

آج صبح جب ہم پچاس سال بعد اپنے پاس آؤٹ ہونے کا دن منانے PMA کی جانب رواں دواں ہیں ہم خود کو ایک ایسے موڑ پر پاتے ہیں جہاں ہمارا بدنیت دشمن ایٹمی جنگ کی دھمکی کے ساتھ ہمارے سامنے ہے۔ آیئے ہاتھ اٹھائیں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ PMA سے پاس آؤٹ ہونے والے ہر کورس پر اپنی رحمت فرمائے اور انہیں سبز ہلالی پرچم کو بلند رکھنے کی توفیق عطا فرمائے یہاں تک کہ ہمارا دشمن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو جائے پاکستان کی بقا کی یہ جنگ جاری و ساری رہے گی۔ پاکستان پائندہ باد۔ پاک فوج زندہ باد (ترجمہ: خالد بن مجید)

50 سال پہلے

۵۰ سال پہلے روزنامہ مجاہد اور ہلال میں شائع ہونے والی خبروں اور رپورٹوں کی ایک جھلک

پاکستان ملٹری اکیڈیمی میں گورنر جنرلز پریڈ

پاکستان کے وزیرِ اعظم اور وزیرِ دفاع آنریبل مسٹر لیاقت علی خاں نے ۴ فروری کو کاکول میں پاکستان ملٹری اکیڈیمی کی تیسری پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر بٹالین کو جھنڈا عطا کرنے کی رسم ادا کی اور کہا کہ یہ جھنڈا اس اکیڈیمی کی عزت و احترام کا نشان ہے اور اس کے پیچ و خم میں اس اکیڈیمی کی روح محفوظ ہے۔ وزیرِ اعظم نے کہا میں ایک جنٹلمین کیڈٹ جسے اس اکیڈیمی میں تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا ہے، بذاتِ خود اس امر کا ذمہ دار ہے کہ اپنے اعلیٰ ترین حسنِ سلوک اور کارگذاری کے ذریعے ملک اور اس اکیڈیمی کے ساتھ وفاداری قائم رکھے۔"

وزیرِ اعظم پاکستان نے مملکت کے افسرِ اعلیٰ کی نمائندگی کرتے ہوئے پاکستان ملٹری اکیڈیمی کی پہلی گورنر جنرلز پریڈ میں سلامی لی۔ آپ نے جنٹل سارجنٹ میجر ڈفیلڈ اور صوبیدار میجر لہراسب خاں کو ایم۔ بی۔ ای کا اعزاز بھی عطا فرمایا۔ اس موقع پر پاکستان ملٹری اکیڈیمی کا پریڈ گراؤنڈ جس کے چاروں طرف اونچے اونچے اور برف سے ڈھکے ہوئے پہاڑ تھے، انتہائی شاندار منظر پیش کر رہا تھا۔ کہتے ہیں پاکستان میں اب تک جو بہترین پریڈیں ہوئی ہیں، یہ اُن میں سے ایک تھی۔ اس موقع پر اکیڈیمی سے پاکستان میں ہی مکمل تربیت پائے ہوئے کیڈٹ پاکستان آرمی میں ریگولر کمیشن حاصل کرنے کے لئے پاس ہو کر نکلے ہیں

انعامات

مسٹر لیاقت علی خاں نے اکیڈیمی کے انعامات بھی تقسیم کئے۔ اکیڈیمی کے کورس میں بہترین کیڈٹ آفیسر تعلیمی اعتبار سے سب سے زیادہ قابل ہونے کے لحاظ سے جنٹلمین کیڈٹ آر۔ اے بھٹی کو ایک طلائی تلوار اور ایک طلائی تمغہ دیا گیا۔ قائداعظم کا جھنڈا خالد کمپنی (چیمپین کمپنی) نے حاصل کیا۔ طارق کمپنی نے کھیلوں میں بہترین ہونے کی حیثیت سے کمانڈر انچیف کی ٹرافی حاصل کی۔

پریڈ کا آغاز بینڈ باجوں کے مظاہرے اور فرسٹ پاکستان قائداعظمز اون بٹالین کی مارچنگ سے ہوا۔ پھر پریڈ نے قائداعظم کا جھنڈا لیا۔ وزیرِ دفاع اور کمانڈر انچیف کی آمد سے تھوڑی دیر قبل پاکستان ملٹری اکیڈیمی کے کمانڈنٹ بریگیڈیر ایف۔ ایچ۔ بی انگل سلامی کے چبوترے پر آئے۔ مسٹر لیاقت علی خاں نے کمانڈر انچیف جنرل سر ڈگلس گریسی اور بریگیڈیر انگل کے ہمراہ پریڈ کا معائنہ کیا۔

بینڈ باجے کے ڈھول کی پھڑتی سے مارچ کرتے ہوئے اپنی فارمیشن سے آگے بڑھے اور سلامی کے چبوترے سے کچھ فاصلے پر اپنے ڈھول رکھ دیئے جہاں نیا رجمنٹل کلر اس غرض سے رکھا ہوا تھا کہ اسے اکیڈیمی کو پیش کرنے سے قبل مقدس بنایا جائے۔ اکیڈیمی کے لفٹننٹ کرنل ایم۔ ایم احمد نے اس کلر کو مقدس بنایا اور اپنے خطبہ کے دوران میں وہ واقعہ یاد دلایا جب جنگِ خیبر کے وقت حضرت علیؓ کو رسولِ خدا نے اپنے دستِ مبارک سے جھنڈا عطا فرمایا تھا۔ اس خطبے میں کیڈٹوں کی طرف سے یہ عہد بھی شامل تھا کہ وہ خدا کے احکام، اسلام کی عظمت، اپنی مملکت اور حکومت کی خدمت، قانون، امن و امان اور اچھی حکومت کے تحفظ کے لئے اپنی خدمات وقف کردیں گے۔

کلمہ کی تقدیس

کلمہ کی تقدیس مکمل ہو جانے کے بعد مسٹر لیاقت علی خاں نے اسے پاکستان ملٹری اکیڈیمی کو دیا۔ بریگیڈیر انگل نے اسے قبول کرتے ہوئے وزیرِ اعظم کو یقین دلایا کہ پاکستان ملٹری اکیڈیمی اس کلر کا احترام کرے گی اور اپنی روایات کو برقرار رکھے گی۔ اس کے بعد قائداعظم کا جھنڈا چیمپین کمپنی یعنی خالد کمپنی کے سپرد کر دیا گیا، جس نے اس جھنڈے کو بٹالین میں سے گزارا۔ پریڈ کے کمانڈر کیپٹن اور ایڈجوٹنٹ بشیر احمد نے جو براق جیسے سفید گھوڑے پر سوار تھے اور اس شاندار پریڈ کے وسط میں کھڑے ہوئے پریڈ کی رہنمائی کر رہے تھے۔ بہترین کیڈٹ آر۔ اے۔ بھٹی پریڈ کے سیکنڈ اِن کمانڈ تھے۔

وزیرِ اعظم کی تقریر درج ذیل ہے:۔

یہ امر میرے لئے باعثِ مسرت ہے کہ میں پاکستان ملٹری اکیڈیمی کی تیسری پاسنگ آؤٹ پریڈ کے موقع پر آپ حضرات کے درمیان ہوں۔ یہ بات بھی میرے لئے وجہِ شادمانی ہے کہ میں پہلی مرتبہ سرکاری طور پر آپ کو جھنڈا پیش کرنے کے لئے اکیڈیمی آیا ہوں۔ میں نے یہ جھنڈا حفاظت کے ساتھ رکھنے کے لئے آپ کو سونپا ہے۔ اسے آپ اپنے مستقبل کے لئے ایک علامت اور متاثر کرنے کا ذریعہ بنا لیجئے۔

پاکستان ملٹری اکیڈیمی نے گذشتہ ہفتے دو سال کی مدت پوری کی ہے۔ اگر ہم دنیا کی دوسری اکیڈیمیوں کے ساتھ مقابلہ کریں تو ہماری اکیڈیمی کی حیثیت ایک خیر خواہ بچے کی سی ہے لیکن ہماری ابتداء اچھی ہے اور ہم نے ٹھوس بنیادوں پر کام شروع کیا ہے۔ ہمارے پاس بہترین جوان موجود ہیں اور علاوہ ازیں ہمارے پاس اسلام کے اعلیٰ نمونے، روایات اور روح موجود ہے۔

ہماری تاریخ قربانیوں کے بہادرانہ کارناموں اور بے مثال فوجی روایات سے بھرپور ہے اور ہمیں بجا طور پر یہ حق حاصل ہے کہ ہم اس پر فخر کریں۔ خالد، طارق، صلاح الدین اور محمد بن قاسم کی مثالیں آپ میں روح پھونکنے، خود اعتمادی پیدا کرنے اور ملک و قوم اور اسلام کی خدمت کرنے کے لئے ان کے راستے پر گامزن ہونے کے لئے موجود ہیں۔ لیکن موجودہ زمانے کے طریقۂ جنگ میں اُس روح اور نمونوں کو اعلیٰ درجے کے پیشہ ورانہ علم و فن میں تبدیل کرنا چاہئے تاکہ آپ اپنے ملک کی عزت کا تحفظ کر سکیں۔ یہ علم اور فن آپ اس اکیڈیمی میں حاصل کر سکتے ہیں۔ جن نوجوانوں کو یہاں تربیت دی جاتی ہے انہیں ان تمام سہولتوں اور موقعوں سے پورا پورا فائدہ حاصل کرنا چاہئے جو ان کے لئے فراہم کئے گئے ہیں۔

بادلوں سے بلند محاذِ جنگ ۔۔۔ سیاچن

قسط : 6

تحریر : مارٹن اے شوگرمین　　ترجمہ : میجر مستعین الرحمٰن

بھارتی فوج کے ایک جریدے میں میجر جنرل اشوک کے مہتہ نے "برفانی ویرانے میں" کے عنوان سے دو بھارتی سپاہیوں کی ایک کٹھن آزمائش کی سرگزشت لکھی ہے جو کہ بھارت کی بلند ترین چوکی "بانا" پر تعینات تھے۔ اس کی بلندی ۲۲۰۰۰ فٹ ہے یہ بلافونڈلا پر واقع ہے۔ یہاں سے بلافونڈ گلیشیر کے مکمل علاقے اور سالترو پہاڑی سلسلے کو باسانی دیکھا جا سکتا ہے۔ ان سپاہیوں کے کمار بیس سے "بلا" کی ۱۸۰۰۰ فٹ بلند فوجی چوکی تک انتہائی دشوار گزار سفر اور بانا چوکی پہنچنے سے قبل ۱۰۰۰ فٹ اونچی برف کی دیوار کی خطرناک چڑھائی کے تذکرے کے بعد مصنف لکھتا ہے "بانا جو کہ ایک ۹x۷x۲ فٹ مضبوط ڈربہ (JERRICAN) ہے جس کے گرد پتھریلی برف سیمنٹ کی طرح سخت ہو کر چٹان میں تبدیل ہو گئی ہے۔ دنیا کا یہ بلند ترین مورچہ (PILL BOX) اگلے تیس روز تک ان فوجیوں کا گھر بنا رہا"

"بانا" تقریباً ۱۲۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والے شدید برفانی طوفان اور منفی ۶۰ درجے سنٹی گریڈ کی خوفناک سردی کے بے رحمانہ حملے کا شکار رہتا ہے۔ روزانہ ۴۰ سے ۶۰ توپ کے گولے اس پر گرتے ہیں۔

گورنگ اور سنہا (دو بھارتی فوجی) کو بانا پر لاتعداد مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان کا زیر جامہ تو بہت عمدہ ہے مگر دستانے اور بوٹ غیر معیاری۔ ان کی لگی بندھی خوراک میگی نوڈلز (MAGGI NOODLES) ہیں جسے نگلنے کے لئے سیاچن کی کاٹ کھانے والی سردی کے گھونٹ یعنی تین حصہ پگھلی ہوئی برف کا مشروب پینا پڑتا ہے۔ یہ کھانا تین خصوصی لوازمات یعنی گن پاؤڈر، مٹی کے تیل، توپ کے گولوں کے ٹکڑوں سے سجا ہوا ہوتا ہے۔

"بانا میں قیام کے بعد زندگی پہلے جیسی نہیں رہتی بانا پر تعینات رہنے والے ہر دو افراد میں سے ایک

جسمانی یا نفسیاتی مریض بن کر لوٹتا ہے۔ نسبتاً "کم بلندی پر رہنے والوں کے لئے یہ اندیشہ تقریباً" ایک تہائی کم ہو جاتا ہے۔ وزن میں کمی' یادداشت کا کھو جانا' برف سے جسم کا جل جانا یا گل جانا (FROST BITE) دماغی سوجن' ڈپریشن' نفسیاتی خلل' ذہنی دباؤ اور خوف و ہراس سے وابستہ مسائل سیاچن کی چند بیماریاں ہیں جبکہ ان سب دشواریوں اور اتنی بلندی پر خدمات انجام دینے کا انعام محض ایک میڈل اور ۱۲۰۰ روپے ماہوار الاؤنس جو سیاچن پر ملازمت کی مدت کے لئے ملتا ہے۔

گورنگ اکثر تعجب کا اظہار کرتا ہے کہ وہ سیاچن کے اس برفانی ویرانے میں کیا رہا ہے؟ کوہ پیمائی کی یہ مہارت حاصل کرنے کے لئے ۳ء۴ کروڑ بھارتی روپے (تقریباً "ایک ملین ڈالر) روزانہ خرچ ہو رہے ہیں۔

دونوں اطراف کا سب سے بڑا مسئلہ اپنی سپاہ کو سامان رسد فراہم کرنا ہے "فار ایسٹرن اکنامک ریویو" کے نومبر ۱۹۹۲ء کے شمارے کے مطابق بھارت سیاچن پر اپنی سات عدد مورچہ بند پلٹنوں پر تقریباً" ۱ء۹۴ ملین ڈالر یومیہ خرچ کرتا ہے۔ تمام بھارتی رسد "ڈزینگرلما" (DZINGRULMA) میں واقع آرمی کے بیس (BASE) کیمپ سے سیاچن کی بلندیوں تک پہنچائی جاتی ضروری ہے اور اس فضائی رسد کے لئے روسی ساخت کے آئی ایل۔ ۷۶ اور اے این۔ ۳۲ جنگی جہاز یا ایم آئی۔ ۱۷ اور چیتا (CHEETAH) ہیلی کاپٹرز استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا ہے سامان رسد کی کافی مقدار

> "بانا جو کہ ایک ۹×۷×۲ فٹ مضبوط ڈربہ (JERRICAN) ہے جس کے گرد پتھریلی برف سیمنٹ کی طرح سخت ہو کر چٹان میں تبدیل ہو گئی ہے۔ دنیا کا یہ بلند ترین مورچہ (PILL BOX) اگلے تیس روز تک ان فوجیوں کا گھر بنا رہا"

فضا سے گراتے ہوئے برف سے ڈھکے ہوئے اس خطہ میں گم ہو جاتی ہے۔ پاکستان کی جانب سے اخراجات قابل ذکر طور پر کم اٹھتے ہیں کیونکہ پاکستان کے ۵ ہزار فوجیوں کو سامان رسد کی فراہمی مقامی قلیوں (PORTER) یا خچروں کے ذریعے زمینی راستوں سے ممکن ہے کیونکہ اگلی دفاعی چوکیوں کے قرب و جوار تک سڑکیں موجود ہیں۔

سیاچن کے نقطہ انجماد سے بھی کم سے درجہ حرارت میں' جو گلیشیر زدہ علاقوں منفی ۲۰ ڈگری سے لے کر' ۱۸۰۰۰ سے بلند جگہوں پر منفی ۷۰ تا ۸۰ ڈگری تک گر جاتا ہے' اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ فوجی جوان خصوصی لباس پہنیں جو انہیں گرم رکھے اور برف زدگی (FROSTBITE) سے محفوظ رکھ سکے۔ ہر فوجی کے اس خصوصی لباس پر تقریباً" ۵ ہزار ڈالر خرچ اٹھتا ہے۔ یہ لباس ایک تھیلے نما پرکھا' گلیشیر کے لئے مخصوص موٹے بوٹ' (جو ربڑ کے بنے ہوتے ہیں تاکہ چٹانوں اور جمی ہوئی پتھر نما برف پر چلنے میں سہولت ہو)' برف میں گاڑنے کی کھونٹیاں اور رسے' بھاری اونی سویٹر' دستانے' ٹوپیاں اور سردی سے محفوظ رکھنے والے زیر جامے پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس لباس کے بغیر' ایک فوجی کی زندگی کی بقا کے امکانات انتہائی محدود ہو جاتے ہیں۔

فوجی فاہر گلاس کے بنے ہوئے برفانی گھروں (IGLOOS) میں رہتے ہیں' جنہیں گلیشیر پر ہی جوڑا جاتا ہے۔ گویا یہ خود ساختہ قسم کی بنی ہوئی برکیں اس بے

رحم آب و ہوا میں سر چھپانے کی واحد قلیل ترین جگہ فراہم کرتی ہیں جو اپنے سائز اور حجم کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں اور تقریباً" دو سے بیس افراد تک کی گنجائش رکھتی ہیں۔ ان برفانی خیموں کے اندر فوجی جوان مٹی کے تیل سے جلنے والے شوں شوں کرتے چولہوں کے ارد گرد رات دن بیٹھے رہتے ہیں تاکہ اپنے آپ کو گرم رکھ سکیں۔ مٹی کا تیل بھاری مقدار میں حرارت پیدا کرنے اور کھانا پکانے کے لئے استعمال ہوتا ہے اس سے نکلنے والے کالے دھوئیں سے برفانی خیموں کے اندر کی دیواروں اور فوجی جوانوں کے کپڑوں پر کالک کی تہہ جم جاتی ہے۔ مٹی کا تیل وہ واحد ایندھن ہے جو منفی ۶۰ ڈگری درجہ حرارت میں بھی نہیں جمتا چولہوں کے جلنے کی وجہ سے اگلوز میں آکسیجن میں کمی واقع ہو جاتی ہے اور سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے چونکہ یہ برفانی خیمے گلیشیر پر ایستادہ ہوتے ہیں جو دراصل برف کا ایک سست رفتار بہتا ہوا دریا ہوتا ہے لہٰذا یہ کسی بھی وقت گہری کھائیوں میں پھسل کر گر سکتے ہیں۔ شدید برفانی طوفان' ان برفانی خیموں' سامان رسد' ہتھیار و اسلحے توپوں کے چبوترے کو اکثر و بیشتر دس دس فٹ برف کے اندر دفن کر دیتا ہے جس کو کھود کر نکالنے کے لئے اچھی خاصی تھکا دینے والی محنت کی ضرورت ہے۔ (جاری ہے)

وقت کی پابندی

قائداعظم وقت کی بڑی قدر کرتے' اور دوسروں کو بھی وقت کی پابندی کی تلقین کرتے تھے۔ اس بارے میں ان کے کئی واقعات مشہور ہیں۔

قیام پاکستان کے بعد یکم جولائی ۱۹۴۸ء کو سٹیٹ بنک آف پاکستان کا افتتاح ہوا۔ قائداعظم اس تقریب کے مہمان خصوصی تھے۔ وہ ٹھیک وقت پر تشریف لائے لیکن کئی وزراء اور سرکاری افسران ابھی تک تقریب گاہ میں قدم رنجہ نہیں فرمایا تھا۔ ان میں وزیراعظم پاکستان نوابزادہ لیاقت علی خان بھی شامل تھے۔ اگلی قطار کی کئی کرسیاں جو بڑے افسران اور وزراء کے لئے مخصوص تھیں' خالی پڑی تھیں۔ یہ دیکھ کر قائداعظم کے چہرے پر سرخی دوڑ گئی اور انہوں نے کارروائی شروع کرنے کا حکم دیا اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ تقریب گاہ میں موجود تمام خالی کرسیاں اٹھالی جائیں تاکہ جو حضرات بعد میں آئیں انہیں کھڑا رہنا پڑے۔ اس طرح انہیں پابندی وقت کا بھی احساس رہے گا۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ تقریب شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد وزیراعظم لیاقت علی خان تشریف لائے۔ ان کے ساتھ چند دوسرے وزراء بھی تھے لیکن کسی شخص کو ان کے لئے کرسی لے کر آنے یا انہیں اپنی کرسی پیش کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ تقریب کے دوران وزیراعظم اور کابینہ کے دوسرے ارکان کھڑے رہے۔ ان کے مارے شرمندگی اور خجالت کے برا حال تھا۔ قائد روانہ ہونے لگے تو ان حضرات نے دیر سے آنے پر بڑی معذرت کی۔ اس واقعہ کے بعد کسی مقتدر سے مقتدر شخص کو یہ جرات نہ ہو سکی کہ وہ تقریب میں دیر سے آئے

(نقوش قائداعظمؒ۔ پروفیسر رحیم بخش شاہین)

صحرائے تھر میں پاک فوج کی خدمات

قسط : 2

کرنل اشفاق حسین کے قلم سے

ISPR

اب چھور، پرچی جی ویری اور جہاں جہاں فوجیوں کی پوسٹیں ہیں، چاروں طرف درختوں کے جھنڈ ہیں، خوبصورت پودے، رنگ برنگی بیلیں اور ہنستے مسکراتے پھول۔ صحرا کو عبور کر کے آنے والے جب ستانے کو پرچی ویری میں ٹھہرتے ہیں تو یوں لگتا ہے کہ جہنم سے گزر کر جنت میں داخل ہو گئے۔

پرچی جی ویری کا مقامی زبان میں مطلب ہے پرچی کا چھوٹا کنواں۔ صحرائی کلچر میں جگہوں کے نام اور بہت سی رسمیں پانی ہی کے حوالے سے ہیں جیسے مہندر جوپار (کنوؤں کا بڑا مجموعہ) صحرا میں جب لوگ صبح اٹھتے ہیں تو انہیں پہلی فکر پانی ہی کی ہوتی ہے۔ میلوں دور سے جا کر پانی لاتے ہیں۔ کہیں پیدل، کہیں گدھوں پر، کہیں اونٹوں پر۔ اتنی محنت سے لایا گیا پانی ظاہر ہے کہ نہانے دھونے کی عیاشی میں استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ پینے اور کھانے پکانے میں استعمال ہوتا ہے۔ میرپور خاص سے ایک ٹرین چلتی ہے جو کھوکھراپار تک جاتی ہے۔ اس میں دو ڈبے مسافروں کے لئے ہوتے ہیں تو تین ڈبے پانی کے۔ مقامی لوگ اسے "دکھی ایکسپریس" کہتے ہیں۔ جانے اس نام میں کیا مصلحت ہے۔ اس کا نام تو سکھی ایکسپریس چاہئے تھا کہ یہ لوگوں میں سکھ تقسیم کرتی ہے۔ بہرحال دکھی ایکسپریس جب صحرا میں چلتی ہے تو فیض کی زبان میں ایسے تو نہیں چلتی۔

جیسے صحراؤں میں ہولے سے چلے بادِ نسیم
لیکن اس کے اثرات بادِ نسیم سے کہیں زیادہ خوشگوار ہوتے ہیں
جیسے بیمار کو بے وجہ قرار آجائے

بچھڑے ہوئے لوگوں کو ملانے کے ساتھ ساتھ یہ پانی بھی تقسیم کرتی ہے۔ صحرا سے گزرتی ہوئی اس کی کوک اور انجن کی چھک چھک دور سے سنائی دیتی ہے۔ وسل کی آواز سن کر سٹیشنوں کے اردگرد کی بستیوں کے انسان تو انسان، جانور بھی منہ اٹھا کر سٹیشن کی طرف چلنا شروع کر دیتے ہیں۔ گاڑی رکتی ہے، ٹینکوں کے نل کھلتے ہیں، گاؤں کی عورتیں، بچے بالے اپنے گھڑے،

گھڑولیاں، گھڑونجیاں، صراحیاں، ڈول، بالٹیاں اور مشکیزے بھرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ کسی تسلے، پرات یا مشکیزے میں اپنے مویشیوں کو پانی بھی پلاتے ہیں۔ کوئی عورت وہیں سٹیشن پر کوئی چھوٹا موٹا کپڑا دھوتے بھی دکھائی دیتی ہے۔ جب ٹرین چلی جاتی ہے تو جو پانی سٹیشن کے پکے پلیٹ فارم پر گرا رہ جاتا ہے اسے بھی کسی کپڑے میں جذب کر کے کسی برتن میں نچوڑ لیا جاتا ہے۔ پانی کی قدر کوئی ان سے پوچھے۔ ایک وہ ہیں کہ شہر کے کسی بنگلے، فلیٹ، ولا کے باتھ روم میں گنگناتے ہوئے شیو کرتے ہیں تو نلکا کھلا رکھتے ہیں۔ بالٹیوں پانی یونہی بہہ جاتا ہے۔ اسراف، بے رحمی، سنگدلانہ رویہ-- تو ہم دکھی ایکسپریس کی بات کر رہے تھے۔ برسوں تک یہ گاڑی پانی تقسیم کرتی رہی، سکھ بانٹتی رہی۔ اب بھی یہ کام کرتی ہے لیکن اب اس پر انحصار کرنے والوں کی تعداد کم ہو گئی ہے کہ پاک فوج نے عمرکوٹ اور چھور سے صحرا کے اندر دور دور تک پانی کے پائپ بچھا کر واٹر سپلائی پوائنٹ قائم کئے ہیں۔ چھور اور عمرکوٹ میں پانی کے بڑے بڑے تالاب بنائے گئے ہیں جہاں سے پانی فراہم کیا جاتا ہے۔ جو منظر پہلے صرف تھرکے ریلوے سٹیشنوں تک محدود تھا، اب واٹر سپلائی پوائنٹس پر بھی نظر آتا ہے۔ لوگ پاک فوج کو دعائیں دیتے ہیں اور پانی بھر بھر کر لے جاتے ہیں۔ لیکن ابھی دور دراز کے کئی مقامات ایسے ہیں جن کے قریب سے دکھی ایکسپریس گزرتی ہے نا پانی کے پائپ، وہ کنوؤں سے پانی حاصل کرتے ہیں۔

صحرا میں کنواں کھودنا جان جوکھوں کا کام ہے۔ یہاں پانی تین سو فٹ سے پانچ سو فٹ کی گہرائی پر ملتا ہے۔ کھدائی سے پہلے سروے کیا جاتا ہے اور "سروے" کے لئے ایسے افراد کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے ایک خاص علم عطا کیا ہوتا ہے۔ یہ افراد کہیں کہیں ملتے ہیں۔ انہیں بڑے اہتمام سے بلایا جاتا ہے۔ خوب آؤ بھگت کی جاتی ہے۔ خاطر تواضع کے بعد وہ ایک لاٹھی، ہاتھ میں کپڑے، آسمان کی طرف منہ اٹھائے، لاٹھی زمین پر مارتے ہوئے چلتا ہے۔ کہیں کہیں رکتا ہے، آنکھیں کھولتا ہے۔ لاٹھی کو بار بار زمین پر مارتا ہے، کان لگا کر اس کی آواز سنتا ہے، پھر چل پڑتا ہے۔ خاصے علاقے میں گھوم پھر کر کسی ایک جگہ رک جاتا ہے۔ وہاں کھدائی کی جاتی ہے اور اکثر صورتوں میں نشان زدہ

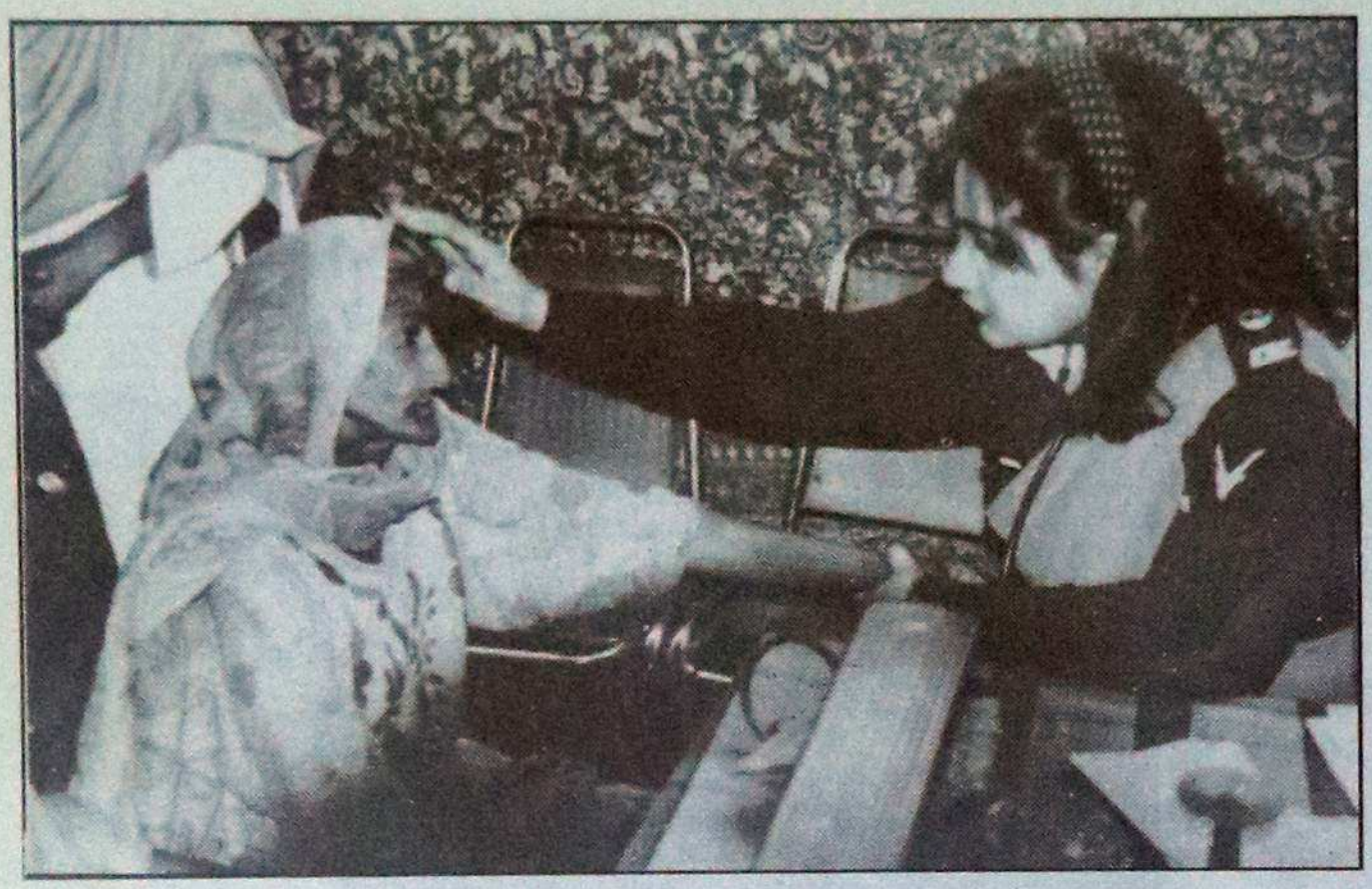

جگہوں سے پانی نکل آتا ہے۔

کھدائی کے لئے مشینیں استعمال نہیں کی جاتیں کہ جدید زندگی کی یہ سہولتیں تو دور کی بات ہے، عام سی اشیاء کا بھی یہاں سے گزر نہیں۔ عام کدال، پھاوڑے، کھرپے استعمال کئے جاتے ہیں۔ طریق کار یہ ہوتا ہے کہ چار، پانچ یا چھ فٹ قطر کی گولائی میں نشان لگا کر کھدائی شروع کی جاتی ہے۔ جب پانچ چھ فٹ گہری کھدائی ہو جاتی ہے تو دیواروں کو برابر کر کے ان پر اینٹوں کی چنائی ہوتی ہے۔ چنائی کا کام ساتھ ساتھ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ صحرا میں ریت بھربھری اور نرم ہوتی ہے۔ اس بات کا خدشہ موجود رہتا ہے کہ دور مزدور گہرائی میں کام کر رہے ہوں۔ اور اردگرد کی ریت بغیر بتائے خاموشی سے سرکنا شروع کر دے اور مزدور منوں ریت تلے دفن ہو جائیں۔ کھدائی اور چنائی کا کام جاری رہتا ہے۔ جوں جوں گہرائی زیادہ ہوتی جاتی ہے، کام مشکل اور رفتار سست ہوتی چلی جاتی ہے۔ مجاہد آباد کے ایک میس کے لان میں باتیں کرتے ہوئے چھاچھرو کے لیفٹیننٹ اکبر نے بتایا کہ اسے ایک مرتبہ ایک کنویں میں کام کرنا پڑا۔ گہرائی میں جا کر کام کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ جب رسے کی مدد سے آپ کو سو، ڈیڑھ سو، ڈھائی سو یا اس سے بھی زیادہ گہرائی میں اتار دیا جاتا ہے تو اوپر دیکھنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے، دل کی حرکتیں بند اور سانس گھٹتا محسوس ہوتا ہے۔ بعض اوقات تو نیا مزدور کوئی کام کئے بغیر ہی رسی ہلا کر اشارہ دیتا ہے کہ بھائی مجھے اوپر کھینچو نہیں تو میں گیا۔ جب کنویں پر کام ہو رہا ہو تو کنویں کے باہر لوگ سخت احتیاط کرتے ہیں کہ منڈیر کے اردگرد کوئی غیر ضروری حرکت نہ ہو کوئی شور نہ ہو۔ بے احتیاطی سے کوئی چھوٹا سا کنکر، پتھر، بجری، ریت، کیل کنویں میں گر جائے تو نیچے کام کرنے والے کی جان نکل جاتی ہے۔ ضروری نہیں کہ یہ چھوٹا سا کنکر مزدور کو جسمانی ضرر ہی پہنچائے لیکن جب یہ گرتا ہے تو ہوا کو چیرتے ہوئے فرکشن (FRICTION) پیدا کرتا ہے۔ جگہ تنگ ہونے کے باعث اس کی گونج پیدا ہوتی ہے اور جوں جوں یہ نیچے جاتا ہے، گونج در گونج کی آواز بڑھتی جاتی ہے اور نیچے کام کرنے والے کو سمجھ نہیں آتی کہ اس پر کیا قیامت ٹوٹنے والی ہے۔ کچھ لوگ تو ویسے ہی تنگ جگہ سے گھبراتے ہیں۔ انگریزی زبان میں اس خوف کو (CLAUSTROPHOBIA) کا نام دیا گیا ہے۔ اس خوف کے مریض کنویں میں کام تو کجا، اترنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

جس دن پانی نکل آئے وہ زبردست خوشی کا دن ہوتا ہے۔ کنویں کا مالک پھولے نہیں سماتا حسب توفیق گڑ، شکر یا گھر میں بنائی ہوئی مٹھائی تقسیم کرتا ہے۔

ان مصیبتوں سے کھودا گیا کنواں بہت بڑی دولت ہے اور صحرا کے دولتمند اپنی یہ دولت بیٹیوں کے نام کرتے ہیں یعنی جب بیٹیاں جوان ہونے لگتی ہیں تو کوئی کنواں کھدوا کر ان کے نام کر دیتے ہیں۔ اسے استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ ڈھانپ کر اس پر لپائی کر دی جاتی ہے۔ وہ دولہا بہت ہی خوش قسمت سمجھا جاتا ہے جس کی دلہن جہیز میں کنواں لے آئے۔ اس طرح گویا کنواں پیاسے کے پاس چلا آتا ہے۔ (جاری ہے)

تحریک آزادی کشمیر کا ماضی حال اور مستقبل

تحریر: محمد عارف مغل کشمیری

آزادی ہر انسان کا بنیادی اور فطری حق ہے۔ اس انسانی حق کو جس طرح اسلام نے تسلیم کیا ہے اسی طرح اقوام متحدہ کے بنیادی حقوق کے چارٹر میں بھی تسلیم کیا گیا ہے لیکن بدقسمتی سے دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی کمزور قوم آباد ہے' اسے کسی طاقتور ہمسائے نے اپنا غلام بنا رکھا ہے۔ علامہ اقبالؒ کے بقول :

"ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات"

کے مصداق دنیا بھر میں آج بھی کئی زیردست قومیں زبردست کے چنگل سے نکلنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ برصغیر میں کشمیر کا مسئلہ بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ۱۹۴۷ء میں جس قانون آزادی ہند کے تحت ہندوستان اور پاکستان معرض وجود میں آئے اس کے مطابق کشمیر کو پاکستان کا حصہ ہونا چاہئے تھا۔ کشمیر کا جنت نظیر خطہ پاکستان کی بقا اور تکمیل و تشکیل کے پیش نظر جغرافیائی' تاریخی' معاشی اور مذہبی اعتبار سے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ خود لفظ پاکستان میں "کاف" کشمیر کی کشش کا دلکش وجود بھی اس امر کی جانب واضح اشارہ کر رہا ہے کہ اس حسین سرزمین کی حیثیت پاکستان کی نظریاتی حدود کے لئے رگ جاں کا حکم رکھتی ہے۔

اگست ۱۹۴۷ء میں جب برصغیر پاک و ہند دو آزاد اور خود مختار مملکتوں میں تقسیم ہوا تو کئی مسائل ایسے تھے جو فوری توجہ اور حل کے متقاضی تھے۔ مگر بھارت مسائل کے حل میں سنجیدہ نہ تھا۔ نفرت اور عداوت کی آگ اتنی تیزی سے پھیلی کہ تمام انسانی جذبوں اور اصولوں کو جلا کر خاکستر کر گئی۔ تقسیم کا رد عمل پنجاب میں بڑی شدت کے ساتھ ہوا۔ لاکھوں انسان تہ تیغ ہوئے۔ مقامی انتظامیہ' پولیس اور ملیشیا مذہبی اور سیاسی بنیادوں پر تقسیم ہو کر اپنے ہم عقیدہ افراد کی دل و جان سے مدد کر رہی تھی۔ یہ تھے برصغیر کے عمومی حالات' جن سے یہ خطہ ۱۹۴۷ء کے پر آشوب دور سے گزر رہا تھا۔ ریاست کشمیر بھی تقدیر کے بنے ہوئے خون آشام تانے بانے سے خود کو نہ بچا سکی۔ مہاراجہ کشمیر کے آخر وقت تک ریاست کے مستقبل کے بارے میں کوئی دو ٹوک فیصلہ نہ کر سکنے کی بہت بڑی سزا اس کے عوام کو بھگتنا پڑی۔

ایسے کٹھن وقت میں رہنما کشمیری عوام کو منظم نہ کر پائے جب کہ ایسی تنظیم کی ضرورت وقت کا اہم تقاضا تھی کیونکہ دونوں کشمیری رہنما چوہدری غلام عباس اور شیخ محمد عبداللہ جیل میں تھے۔ تیسری قوت کانگریس تھی' جو بھرپور انداز میں کشمیر میں اپنا کردار ادا کر رہی تھی۔ بعد ازاں کانگریس نے شیخ عبداللہ کو رہا کر کے ریاست کا وزیر اعظم بنا دیا۔ اس سازش کے خاص مقاصد تھے جنہیں غیور کشمیری بہت جلد بھانپ گئے اور انہوں نے بزور بازو آزادی سے ہمکنار ہونے کا تہیہ کر لیا۔

اکتوبر ۱۹۴۷ء سے جنوری ۱۹۴۸ء تک مجاہدین نے بھارتی افواج پر کاری ضربیں لگائیں۔ مجاہدین کی پے در پے کامیابیوں سے سراسیمہ ہو کر بھارت کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ وہ اقوام متحدہ میں سوالی بن کر جائے۔ پس یہ بھارت ہی تھا جس نے مسئلہ کشمیر کو اقوام متحدہ میں پیش کیا۔ یہ بھارت ہی ہے جس نے سلامتی کونسل کی ہر قرارداد کی بے حرمتی کی اور نہتے کشمیریوں پر وہ مظالم ڈھائے کہ ہلاکو اور چنگیز خان

کے سر بھی خجالت سے جھک گئے۔

کشمیری قوم کے بارے میں مختلف مفکرین نے جو کچھ کہا ہے' ان میں سے ایک مفکر ونسنٹ اسمتھ نے بڑے پتے کی بات کہی ہے جو اب تک تمامتر سچائیوں کے ساتھ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ اسمتھ کہتا ہے کہ "حکومت سازی کے معاملہ میں دنیا کا کوئی بھی خطہ اتنا بدقسمت ثابت نہیں ہوا' جتنا کشمیر" اس نے اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا کہ کشمیر پر مسلمان نے ۱۳۲۰ء سے ۱۸۱۹ تک یعنی ۴۹۹ سال حکومت کی۔ لیکن یہ تمام کے تمام مسلمان غیر کشمیری تھے۔ شاہمیری خاندان نے ۱۳۲۰ء سے ۱۵۵۴ء تک ۲۳۴ سال حکومت کی۔ یہ لوگ سوات کے علاقے سے کشمیر آئے تھے۔ چک خاندان نے ۱۵۵۴ء سے ۱۵۸۶ء تک ۳۲ سال حکومت کی چک دردستان کے علاقے سے تلاش معاش میں بھکاریوں کے روپ میں وارد کشمیر ہوئے تھے۔ مغلیہ خاندان نے ۱۵۸۶ء سے ۱۷۵۲ء تک ۱۶۷ سال حکومت کی۔ مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر نے دہلی سے کشمیر پر چڑھائی کی۔ افغان خاندان نے ۱۷۵۳ء سے ۱۸۱۹ء تک ۶۶ سال حکومت کی اور یہ لوگ کابل سے کشمیر آئے۔ کشمیر کے قابل ذکر حکمرانوں میں سلطان شہاب الدین غازی اور سلطان زین العابدین بڈشاہ کا تعلق شاہمیری خاندان سے تھا۔ شیخ نورالدین نورانی' عطامحمد خان اور احمد شاہ ابدالی کا تعلق افغان خاندان سے تھا۔ جبکہ چک خاندان کا کوئی ایسا حکمران نہیں گزرا جس نے کشمیری مسلمانوں کی کوئی خدمت کی ہو یا کوئی ایسا قابل ذکر کارنامہ کیا ہو جس کی وجہ سے تاریخ میں ان کا کوئی مقام متعین کیا گیا ہو۔ البتہ اس عہد کی سب سے بڑی شخصیت غالباً" وہ کسان لڑکی تھی جس کا نام حبہ خاتون تھا جو یوسف شاہ چک کی ملکہ بنی۔ حبہ خاتون ایک بلند پایہ شاعرہ کی حیثیت سے آج بھی کشمیری زبان کے کلاسیکی اور لوک ادب میں زندہ ہے۔ اکبر اعظم نے حبہ خاتون کے شوہر یوسف شاہ چک کو شکست دے کر کشمیر پر قبضہ کرلیا تھا۔

۱۸۱۹ء سے ۱۹۴۶ء تک کشمیر پر سکھوں نے حکومت کی۔ سکھ بھی پنجاب سے کشمیر میں آئے تھے۔ سکھوں کے زمانے میں اگر کوئی سکھ کسی کشمیری کو مار ڈالتا تو حکومت کو سولہ روپے سے بیس روپے تک قاتل کی طرف سے جرمانہ ادا کیا جاتا تھا۔ اس رقم میں سے چار روپے مقتول کے لواحقین کو دیئے جاتے تھے بشرطیکہ مقتول ہندو ہو۔ مسلمان ہونے کی صورت میں صرف دو روپے لواحقین کو دیئے جاتے تھے۔ کشمیر میں سکھوں کے ظلم اور ستم کا خاتمہ انگریزوں کے ہاتھوں ہوا تاہم سکھوں کی جگہ ڈوگروں نے لے لی جو سکھوں ہی کے بھائی بند تھے۔ ۱۶مارچ ۱۸۴۶ء کو گلاب سنگھ اور انگریزوں کے درمیان معاہدۂ امرتسر طے ہوا۔ یہ معاہدہ بے حد اہمیت کا حامل تھا۔ اس معاہدہ کے تحت کشمیری عوام ایک ظالم کے چنگل سے نکل کر دوسرے ظالم کے چنگل میں قیدی بن کر رہ گئے۔ ۱۸۴۶ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے سکھوں اور انگریزوں کے درمیان مصالحت کنندہ کے فرائض سرانجام دیئے۔ سکھ انگریزوں کے ہاتھوں شکست کھا گئے اور ۹ مارچ ۱۸۴۶ء کو انگریزوں اور گلاب سنگھ کے درمیان ایک معاہدہ طے پایا جس کے مطابق ریاست جموں و کشمیر کے علاقے انگریزوں کو دیئے گئے کیونکہ سکھ ایک کروڑ روپے کی رقم بطور تاوان جنگ ادا کرنے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ انہوں نے انگریزوں سے کہا کہ جموں کشمیر' لداخ' بلتستان' ضلع ہری پور ہزارہ' کلو اور منڈی کے علاقے

> کشمیر پر بھارت کا قبضہ ہر لحاظ سے غیر فطری ہے۔ پاکستان اور کشمیر میں مذہبی ہم آہنگی کے علاوہ جغرافیائی صورت حال بھی ایسی ہے کہ اس خطہ کو دو حصوں میں تقسیم رکھا ہی نہیں جاسکتا۔ ریاست جموں اور کشمیر کے تمام تجارتی راستے پاکستان سے ملتے ہیں۔ ریاست کے تمام ندی نالے اور دریا پاکستان کی طرف بہتے ہیں

لے لیں۔ انگریز اس پر متفق ہوگئے چنانچہ سات دن بعد ۱۶مارچ ۱۸۴۶ء کو انگریزوں اور گلاب سنگھ کے درمیان ایک اور معاہدہ ہوا' جو معاہدۂ امرتسر کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی رو سے انگریزوں نے ۷۵ لاکھ روپے کے عوض دریائے سندھ کے مشرقی اور دریائے راوی کے مغرب کے تمام علاقے راجہ گلاب سنگھ کو دے دیئے تھے۔ ایک کروڑ میں سے ۲۵ لاکھ روپے کی رقم اس لئے کم کردی گئی کہ انگریزوں نے کلو اور منڈی کے علاقے اپنے پاس رکھ لئے تھے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کے بعد اس کے جانشینوں نے بھی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کئے رکھا اور انسانیت سوز مظالم ڈھائے جاتے رہے۔ ان مظالم سے تنگ آکر ۱۹۲۴ء میں سرینگر میں ایک ریشم کے کارخانے میں مزدوروں نے حکومت کے خلاف بغاوت کردی اگرچہ اس بغاوت کو وقتی طور پر کچل دیا گیا تاہم کشمیر میں تحریک آزادی کا یہی نقطہ آغاز تھا۔ ۱۹۲۵ء میں مہاراجہ ہری سنگھ تخت نشین ہوا۔ اس نے اعلان کیا کہ وہ ذات پات سے بالاتر ہوکر سب سے مساوی سلوک کرے گا مگر وہ مسلمانوں کو محض باتوں سے ٹرخانا چاہتا تھا۔ بعد کے واقعات نے اس کے ابتدائی دعوؤں کی نفی کردی۔ اس دوران سرینگر میں چند تعلیم یافتہ نوجوانوں نے ایک جماعت قائم کی جسے "ریڈنگ روم پارٹی" کا نام دیا گیا۔ اس جماعت کا مقصد کتاب گھروں کی مدد سے مسلمانوں کو تعلیم دلانا تھا تاکہ وہ اپنی ناگفتہ بہ حالت کا احساس کرتے ہوئے سیاسی اور معاشی غلامی کو دور کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ ادھر جموں میں مسلم ایسوسی ایشن نے مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے جدوجہد شروع کی۔ آہستہ آہستہ فضا میں غیور کشمیری مسلمانوں کے مطالبے کی آواز گونجنے لگی۔ ۱۹۳۱ء میں ایک ڈوگرہ کانسٹیبل لبھورام نے جموں میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی۔ اس نازیبا حرکت سے مسلمانوں نے ایک عظیم جلسہ منعقد کیا۔ یہ ریاست میں اپنی نوعیت کا پہلا جلسہ تھا۔ اس میں مطالبہ کیا گیا کہ بدتمیز کانسٹیبل سے بازپرس کی جائے اور اسے سزا دی جائے' مگر حکومت نے اس مطالبہ کو ماننے سے انکار کردیا۔

۲۱جون ۱۹۳۱ء کو خانقاہ معلّٰی کی تاریخی مسجد میں مسلمانوں کا بہت بڑا اجتماع ہوا جس میں شیخ محمد عبداللہ کے علاوہ صوبہ سرحد کے ایک مسلمان نوجوان عبدالقدیر خان نے تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کو ڈوگرہ حکومت کے ظلم و ستم کے خلاف صف آراء ہونے کے لئے پکارا۔ عبدالقدیر خان کو گرفتار کرکے سری نگر کی سنٹرل جیل میں بند کردیا گیا۔ ۱۳جولائی ۱۹۳۱ء کو جیل میں ہی آزادی پسندوں پر مقدمہ چلایا گیا۔ سرینگر کے مسلمان بڑی تعداد میں جیل کے سامنے آگئے۔ وہ مکمل طور پر پرامن تھے اور مطالبہ کررہے تھے کہ انہیں عبدالقدیر کو دیکھنے کی اجازت دی جائے۔ جیل کے کارندوں نے مسلمان رہنماؤں کو گرفتار کرلیا جس سے ہجوم بے قابو ہوگیا اور پولیس اور فوج نے گولی چلادی۔ ۲۲ مسلمان شہید ہوگئے۔ مسلمانوں کو اذیت ناک سزائیں دی گئیں۔ ۱۳جولائی ۱۹۳۱ء کا دن اہل کشمیر کے لئے ایک مقدس دن ہے جب کشمیری مسلمانوں نے

آمریت کے خلاف جمہوریت کا نعرہ بلند کیا۔ اس دن انہوں نے پشت کے بجائے سینوں پر گولیاں کھائیں اور اپنا خون دے کر ثابت کر دیا کہ وہ بزدل نہیں ہیں۔ یہ وہ دن تھا جب سرینگر کے مسلمانوں نے ایسا بیج بویا جس سے حریت کا پودا پھوٹا اور اس پر آزادی کا ہفت رنگ معطر پھول آیا۔ اسی پودے کی آبیاری کرتے ہوئے گزشتہ دس برسوں سے وادی کشمیر کے اندر تحریک آزادی اپنی تمام تر شدت کے ساتھ جاری ہے۔ کشمیر کی تحریک آزادی جو گزشتہ نصف صدی سے ایک چنگاری کی مانند سلگ رہی تھی' اچانک شعلہ جوان بن گئی ہے۔

کشمیر پر بھارت کا قبضہ ہر لحاظ سے غیر فطری ہے۔ پاکستان اور کشمیر میں مذہبی ہم آہنگی کے علاوہ جغرافیائی صورت حال بھی ایسی ہے کہ اس خطہ کو دو حصوں میں تقسیم رکھا ہی نہیں جا سکتا۔ ریاست جموں اور کشمیر کے تمام تجارتی راستے پاکستان سے ملتے ہیں۔ ریاست کے تمام ندی نالے اور دریا پاکستان کی طرف بہتے ہیں۔ صدیوں سے ایک جیسے معاشی' اقتصادی اور تمدنی ماحول میں رہنے والے مسلمانوں کو دو علیحدہ علیحدہ ریاستوں یا ملکوں میں تقسیم رکھنا قطعی غیر فطری اور جبری ہے۔ کشمیریوں نے صدیوں جو زخم غیر مسلم استعماری قوتوں سے کھائے ہیں ان کا حساب چکانے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے اب قوم کی مائیں اپنے بیٹوں کو نہلا دھلا کر اور سجا سنوار کر شہادت گاہوں کی طرف روانہ کر رہی ہیں۔ جب کسی قوم میں یہ جذبہ بیدار ہو جائے تو یہ اس قوم کے عروج کا آغاز ہوتا ہے۔ قوموں کی برادری میں وہی قومیں سرفراز سمجھی جاتی ہیں جن میں آزادی کے لئے لہو نچھاور کرنے کا جذبہ موجود ہو۔ مقبوضہ کشمیر میں ہزاروں نوجوانوں کے خون نے یہ تاثیر دکھائی ہے کہ آج کشمیر کا چپہ چپہ بھارتی فوج کا مقتل بن گیا ہے اور بہت جلد دنیا دیکھے گی کہ وادی کشمیری بھارتی استعمار کا قبرستان بن جائے گا۔ حالات پلٹا کھا رہے ہیں۔ اندھیرے کی کوکھ سے نئی سحر کی کرنیں نمودار ہو رہی ہیں۔ مجاہدین کشمیر کی ایمانی قوت سے دشمن کے غرور اور طاقت کے بادل چھٹ رہے ہیں۔ کشمیر کے مرد مجاہد نے کفن پوش ہو کر برف پوش پہاڑوں کے دامن میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کر دیا ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں چار سال تک لاکھوں بھارتی فوجیوں نے سخت اور شدید کارروائیاں کیں۔ پاکستان سرحد کو بند کر دیا گیا ہزاروں افراد کو گرفتار کر لیا گیا لیکن خوف اور دہشت کا ماحول قائم کرنے کے بعد بھی کشمیر کے حالات بہتر نہیں ہوئے۔ فوج کی طرف سے پر تشدد کارروائیوں کے بعد کرفیو کی پابندیاں توڑ کر ہزاروں افراد مظاہرہ کرتے ہیں۔ بھارت کا قومی جھنڈا جلایا جاتا ہے' بھارت کے خلاف نعرے لگائے جاتے ہیں اور عہد کیا جاتا ہے کہ ہم آزادی لے کر رہیں گے۔ سچی بات یہ ہے کہ اب کشمیر میں بھارت کا راج نہیں۔ اب کشمیر میں آزادی کی سحر نمودار ہونے میں زیادہ دیر نہیں کہ صد ہزار انجم کی قربانی پیش کی جا چکی ہے اور مسلسل پیش کی جا رہی ہے۔

کس قدر ہے خوشنما کیسی حسیں تصویر ہے
یہ میری جان تمنا! یہ میرا کشمیر ہے

پروفیسر محمد منور مرزا انتقال کر گئے

بلند پایہ عالم' ادیب' نظریہ پاکستان کے شارح' افکار اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کے سیاسی نظریات کے ترجمان' قابل احترام معلم اور ہفت روزہ ہلال کے قلمی معاون پروفیسر محمد منور مرزا طویل علالت کے بعد سوموار ۷ فروری ۲۰۰۰ء کو ۷۷ برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**

پروفیسر محمد منور مرزا مرحوم وسیع المطالعہ ادب اور تاریخ کے عالم تھے۔ وہ بیک وقت اردو' فارسی' عربی' انگریزی' پنجابی اور دیگر زبانوں کی ادبیات پر عبور رکھتے تھے۔ ایک اعلیٰ پائے کے ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ انہیں تاریخ اور سیاسیات سے گہری دلچسپی تھی۔

ان کا شمار پاکستان کی ان عہد ساز شخصیات میں کیا جائے گا جنہوں نے پاکستان کے تعلیم یافتہ طبقے کی ذہنی تشکیل اور نظریاتی کشمکش سے عہدہ برآ ہونے میں نمایاں کردار ادا کیا۔ تحریک پاکستان اور نظریہ پاکستان پر مرحوم نے اردو اور انگریزی میں کئی کتابیں تحریر کیں۔ انہوں نے "پاکستان.... حصار اسلام" اور DIMENSIONS OF PAKISTAN MOVEMENT اور دوسری گراں قدر تصانیف میں جنوبی ایشیا میں ہندو برہمن ذہنیت' اچھوتوں کی حالت زار' انگریزوں کی مسلم دشمنی' قائداعظم کی سیاسی بصیرت اور جدوجہد اور قیام پاکستان کے بعد نظریاتی کشمکش' سقوط مشرقی پاکستان' افغانستان پر روس کی یلغار جیسے موضوعات کا احاطہ کیا ہے۔ انہوں نے بلند پایہ علمی استدلال کے ساتھ تاریخ کے طالب علموں کے لئے ایسے ٹھوس تاریخی حوالے جمع کر دیئے ہیں کہ ان کا مطالعہ کرنے والے شخص کو فکری مغالطوں سے گمراہ نہیں کیا جا سکتا۔ پروفیسر محمد منور مرزا کو علامہ اقبال کے افکار پر خصوصی دسترس حاصل تھی۔ غالباً اس کا بڑا سبب یہ ہے کہ انہوں نے علمی طور پر ان منابع تک رسائی کی جدوجہد کی جن سے علامہ اقبال نے فیض پایا۔

پروفیسر محمد منور مرزا اس بات کے شدت سے قائل تھے کہ پاکستان کا قیام دنیا بھر میں احیائے اسلام کا نقطہ آغاز ہے اور علامہ اقبال اور قائداعظم اس بات میں یقین رکھتے تھے۔ اپنے اس خیال کی تائید میں انہوں نے پر اثر مقالات تحریر کئے ہیں جن کا ہر پاکستانی کو توجہ سے مطالعہ کرنا چاہئے۔ پروفیسر محمد منور مرزا مرحوم اسلامی تہذیب کے شناسا اور اس کی قابل فخر شخصیات میں شامل ہیں۔ ان کی تحریریں ملی تاریخ سے رشتہ جوڑنے کا نادر ذریعہ ہیں۔

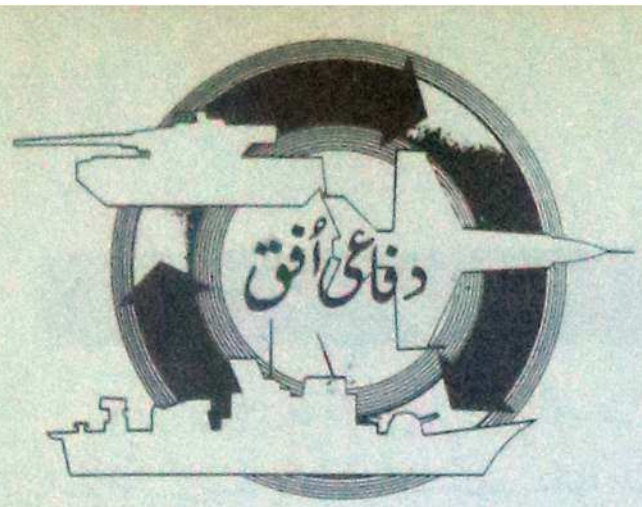

پانی میں چلنے والی بکتر بند گاڑی

ترکی نے پانی میں چلنے والی بکتر بند گاڑی تیار کی ہے جس کا سٹیل سے بنا ہوا ڈھانچہ ڈرائیور کو چھوٹے ہتھیاروں کے فائر سے محفوظ رکھے گا۔ گاڑی کا وزن ۶٫۳ ٹن ہے اور یہ پانی میں ۸ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چل سکتی ہے۔ ڈھانچے کے پچھلے حصے میں دونوں جانب دو پنکھے لگے ہوئے ہیں جو پانی کو پیچھے دھکیل کر اسے آگے بڑھاتے ہیں۔ سٹارٹ ہونے کے بعد یہ تین منٹ کے اندر پانی میں چلنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ گاڑی کے اگلے حصے میں دو چھاج نما تختے لگے ہوئے ہیں جنہیں پانی میں داخل ہونے سے قبل ہاتھوں سے اوپر اٹھا دیا جاتا ہے۔ گاڑی میں ۱۹۰ ہارس پاور کا انجن نصب ہے اور یہ سڑک پر ۱۱۰ کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے دوڑ سکتی ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ رینج ۵۵۰ کلومیٹر ہے۔

دوست دشمن کی پہچان کرنے والا نظام

دوست دشمن کی پہچان کرنے والے سسٹم سے لیس ایک ٹینک

فرانس ان دنوں اپنے ٹینکوں اور بکتر بند گاڑیوں کے لئے ایسے آلات نصب کر رہا ہے جو دوست دشمن کی گاڑی کی شناخت کا مسئلہ حل کر دیں گے۔ یہ نظام جسے بی آئی ایف ایف کا نام دیا گیا ہے ۲۰۰۳ء تک تیار کر لیا جائے گا۔ اس نظام کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ۱۹۹۰ء کی خلیج کی جنگ میں اتحادی افواج کیلئے یہ مشکل پیدا ہو گئی تھی کہ دوست اور دشمن گاڑیوں کی شناخت کس طرح ہو کیونکہ اس دوران کئی ایسے واقعات رونما ہوئے جب اتحادی افواج کے دستے آپس میں ٹکرا گئے۔ بی آئی ایف ایف سسٹم بروقت معلومات مہیا کرے گا جس کے نتیجہ میں جنگی آپریشن بغیر کوئی لمحہ ضائع کئے جاری رکھے جا سکیں گے۔ بی آئی ایف ایف کے دو بڑے یونٹ ہیں۔ ایک سوال کنندہ اور معلومات فراہم کرنے والا مشترکہ یونٹ کہلاتا ہے جب کہ دوسرا صرف مطلوبہ معلومات فراہم کرنے والا یونٹ ہو گا اس کی زمین سے زمین تک رینج ۶ کلو میٹر اور ہیلی کاپٹر سے زمین تک رینج ۸ کلو میٹر ہے۔ تاہم آزمائش کے دوران اس کی رینج ۱۳ کلو میٹر بھی پائی گئی۔ یہ نظام تیار کرنے والوں کا دعویٰ ہے کہ اس نے ۹۹ فی صد تک درست نتائج دیئے ہیں۔

لاک ہیڈ طیارے

مصر اپنی فضائیہ کو جدید بنانے کے لئے امریکہ سے ۲۲۰ لاک ہیڈ طیارے حاصل کر رہا ہے جو اسے آئندہ دو برسوں کے اندر مل جائیں گے۔ یہ جدید ترین طیارے روس کے مگ ۲۱ طیاروں کی جگہ لیں گے جو اب اپنی معیاد پوری کر چکے ہیں اور ایک جدید فضائیہ کے تقاضوں پر پورا نہیں اترتے۔ مصر جو عرب ملکوں میں طاقتور فضائیہ رکھتا ہے کے پاس کم و بیش ۵۵۰ طیارے ہیں جن میں روس سے ۱۹۹۰ء میں حاصل کردہ ۲۰ سوخوئی اور ۲۰ مگ ۲۹ طیارے بھی شامل ہیں۔

روسی ساختہ ان ہیلی کاپٹروں کی تیاری ابھی آزمائشی مراحل میں ہے باقاعدہ پیداوار شروع ہونے کے بعد یہ ہیلی کاپٹر رشین آرمی ایوی ایشن کا حصہ بنیں گے۔ انہیں رات کے وقت امدادی کارروائیوں میں نہایت کارآمد سمجھا جا رہا ہے

صبر کا امتحان

بادلوں سے بلند محاذ جنگ کی تازہ قسط پڑھی۔ مارٹن اے شوگرمین نے سیاچن کے ڈھکے چھپے دریچے وا کر کے ایک قابل تحسین کام کیا ہے۔ ایسی تحریریں تاریخ کے طالب علموں کو ضرور پڑھنی چاہئیں تاکہ سیاچن کی اصل صورت حال سے آگاہ ہو سکیں۔ مفصل تبصرہ تو ہم مضمون کے ختم ہونے کے بعد ہی کر سکیں گے۔ ویسے اسے قسط وار شائع کر کے ہمارے صبر کا امتحان لینے کی کوشش کی گئی ہے۔ (شاہ جہان خان۔ بنوں)

جرات مندانہ قیادت

ہلال کے شمارہ نمبر ۲۲ میں کرنل محمد نعیم کا مضمون بہت پسند آیا۔ انہوں نے جونیئر لیڈرز کی جو ذمہ داریاں گنوائی ہیں وہ تمام اپنی جگہ صحیح ہیں۔ میں یہاں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ جرات قیادت کی اصل بنیاد ہے۔ کمان کی نچلی سطحوں پر جرات کی جتنی ضرورت ہوتی ہے اتنی اونچی سطحوں پر درکار ہوتی ہے۔ مگر جتنی ذمہ داری بڑھتی جاتی ہے اتنا ہی جسمانی جرات کی بجائے اخلاقی جرات پر زور دیا جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی کمیاب صفت ہے مگر اعلیٰ قیادت کے لئے ازحد ضروری ہے۔ امید ہے صاحب مضمون میرے اس خیال سے اتفاق کریں گے (میجر ریٹائرڈ سرانجام خان۔ پشاور کینٹ)

نیا ٹیکس

"توند کیا ہے"؟ کے عنوان سے جناب عابد معز کی تحریر نظر سے گزری۔ انہوں نے توند کے "فیوض اور برکات" بتانے کے ساتھ ساتھ اس کے نقصانات پر بھی روشنی ڈالی لگتا ہے آپ نے توند بردار حضرات کے خلاف قائم بارڈر پر چھیڑ چھاڑ شروع کر دی ہے اور آپ کی طرف سے پہلے گولے فائر کئے جا چکے ہیں۔ اب دیکھیں جواب کارروائی کب اور کہاں سے ہوتی ہے۔ ایسی تحریریں شامل کرتے رہا کریں، معلومات کے ساتھ ساتھ مزاح بھی ملتا رہتا ہے۔ ویسے اگر توند پر کوئی ٹیکس وغیرہ لگا دیا جائے تو اس سے ایک تو ملکی خزانے میں قابل قدر حد تک اضافہ ممکن ہے اور دوسرا ملک میں توند برداری کا رجحان تیزی سے ختم ہونے کا امکان ہے۔ غور کیجئے گا۔ (حمزہ ظفر۔ لاہور)

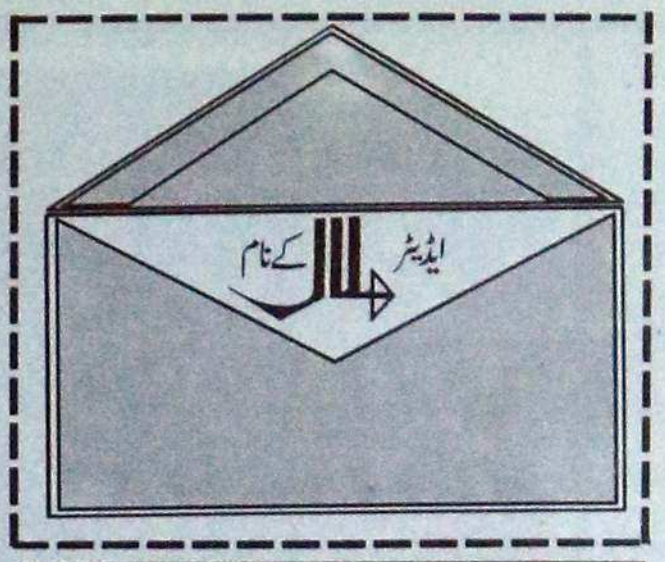

ذہنی غلامی

نمبر ۲۳ میں "دی گریٹ لیڈر" کے عنوان سے سبق آموز واقعہ پڑھنے کو ملا۔ یہ واقعہ ایسے لوگوں کے ذہنوں پر تازیانہ ہے جو پاکستان میں رہ کر پاکستان اور بانی پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی سے باز نہیں آتے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو جسمانی طور پر تو آزاد ہیں مگر ذہنی طور پر اب بھی غیروں کے غلام ہیں۔ اس کے علاوہ آپ سے گزارش ہے کہ تحریک پاکستان کے دوسرے نامور قائدین پر بھی مضامین چھاپے جائیں تاکہ ہماری نئی نسل کو پتہ چل سکے کہ آزادی کے اس قافلہ میں کیسے کیسے عظیم لوگ شامل رہے ہیں

(پروفیسر ضیاء الرحمٰن۔ ڈیرہ اسماعیل خان)

توند

توند کے زیر عنوان جناب عابد معز کی تحریر پڑھ کر بے ساختہ ہنسی آگئی۔ واقعی توند ایک بہت بڑی مصیبت ہے۔ ایسے لوگوں کو تو ویگنوں والے بھی برداشت نہیں کرتے اور پہلے ہی اعلان کر دیتے ہیں : "جناب جانا ہے تو ڈبل کرایہ لگے گا۔ ہم آپ کی خاطر تین آدمیوں کے کرائے سے محروم نہیں ہونا چاہتے۔" ایسا ہی واقعہ بس کے سفر کے دوران پیش آیا جب ایک موٹا آدمی دروازہ میں پھنس گیا اور تین چار مسافروں نے بمشکل اسے گھسیٹ گھساٹ کر نکالا۔ یہ منظر دیکھ کر باقی مسافر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہے تھے اور آوازے کس رہے تھے۔ میرے خیال میں توند بردار حضرات جناب عابد معز کے مشوروں پر عمل کر کے اپنی مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں۔ (صوبیدار ریٹائرڈ رئیس اکرم۔ راجن پور)

ہلال کا معیار اور مقام

ہلال نے نائیک سیف علی جنجوعہ "ہلال کشمیر" اور کیپٹن جاوید اقبال شہید ستارۂ بسالت کے عنوان سے میرے مضامین کو جگہ دے کر میری عزت افزائی کی۔ دراصل یہ میری طرف سے آزادی کشمیری کے لئے جان قربان کرنے والوں کو میرا حقیر سا خراج عقیدت تھا۔ مجھے ہلال کے معیار اور مقام پر فخر ہے۔ یہ عساکر پاکستان کا ترجمان مجلّہ ہے اور اس کی اشاعت وسیع پیمانے پر ہونی چاہئے تاکہ پاکستان کا ہر بچہ جو شعور کی پہلی سیڑھی پہ قدم رکھتے ہی کچھ پڑھنا شروع کرتا ہے، ایسے جرائد کا مطالعہ شروع کرے جو اس کے اندر جذبہ حب الوطنی پیدا کر سکیں (انوار ایوب راجہ۔ آزاد کشمیر)

مختصر، پروقار

ہلال کا مستقل قاری ہوں اور مستقل لکھاری بھی۔ ہلال کا نیا انداز بھی پسند آیا۔ مختصر مگر پروقار۔ البتہ نمک پارے کے زیر عنوان شائع ہونے والی مزاحیہ نظموں کے سلسلہ کا ختم ہونا سمجھ میں نہیں آیا (مرزا عاصی اختر۔ میرپور خاص)

نئے سلسلے

۱۹۹۰ء سے ہلال کا قاری ہوں۔ لیکن اب بہت سے مفید سلسلے ختم ہو گئے ہیں۔ مثلاً "۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۸ء تک جڑی بوٹیوں سے علاج اور پھلوں کی خاصیت اور فائدے بتائے جاتے تھے۔ حکیم محمد سعید کے مختلف بیماریوں کے بارے میں مفید مشورے شائع ہوتے تھے۔ اب چونکہ وہ ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لہٰذا کسی اور حکیم صاحب سے رابطہ رکھ کر مفید طبی مشوروں کا سلسلہ بحال کیا جائے۔ اس کے علاوہ شکاریات کے موضوع پر کوئی کہانی، بچوں اور خواتین کے لئے مضامین اور دسترخوان بھی ہوتا تھا اور اقوال زریں بھی نظروں سے گزرتے تھے۔ میرے خیال میں اس صدی کے حوالے سے کوئی نیا سلسلہ ضرور ہونا چاہئے

(راجہ خالد محمود۔ چکوال)

رنگین تصاویر

چند رنگین تصاویر اور تحریر بھیج رہا ہوں امید ہے آپ اسے کسی قریبی اشاعت میں جگہ دے کر شکریہ کا موقع دیں گے!

(کیپٹن محمد عدنان پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول)

رنگین تصاویر یا ان کے نیگیٹو سے بنائی گئی بلیک اینڈ وائٹ تصاویر کی پرنٹنگ صحیح نہیں ہوتی اس لئے ہم شکریے کے ساتھ یہ رنگین تصاویر واپس بھیج رہے ہیں (مدیر منتظم)

سرحد میں بھل صفائی مہم

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف سری بہلول (تخت بھائی) ضلع مردان میں بھل صفائی کا جائزہ لے رہے ہیں

پاکستان کے تقریباً ستر فیصد لوگ بالواسطہ یا بلاواسطہ زراعت کے شعبے سے منسلک ہیں لیکن آبادی میں اضافے اور زرعی ترقی کی رفتار میں کمی اور معیار پر عدم توجہی کی وجہ سے ملک اس وقت خوراک کی کمی کے بحران سے دوچار ہے۔ حکومت نے اس سب سے اہم شعبے کی ازسرنو تعمیر کے لئے نظام آبپاشی کو انقلابی بنیادوں پر بہتر بنانے کے لئے چند اہم اقدامات کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلے میں نہروں سے بھل صفائی' پانی چوری کا تدارک اور اصلاح آبپاشی کے دیگر اقدامات سرفہرست ہیں۔

چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف بھل صفائی کے معائنہ کے لئے مردان کے ایک گاؤں سری بہلول پہنچے۔ جنرل پرویز مشرف نے اس موقع پر کسانوں' طالب علموں' رضاکاروں اور فوجی جوانوں کو بھل صفائی میں مصروف پایا۔ انہوں نے کہا کہ زندہ قومیں ملکی تعمیروترقی کے کاموں کو ہمیشہ اجتماعی جدوجہد اور اپنی مدد آپ کے تحت پایہ تکمیل تک پہنچاتی ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ اقوام عالم میں ہمیشہ وہی قومیں سرخرو اور نمایاں ہوئی ہیں جو اپنی حالت خود سنوارنے کا عزم رکھتی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ فوجی جوانوں کے شانہ بشانہ کسان بھائیوں' سول محکموں' رضاکاروں اور طالب علموں نے جس انداز سے قومی تعمیر کے اس منصوبے میں شب وروز اپنا پسینہ بہایا' وہ قابل قدر ہے۔ جنرل

رپورٹ: میجر شاہد عباس

پرویز مشرف نے کہا کہ بھل صفائی مہم کی کامیابی سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اگر فوج اور عوام قومی جذبے سے لیس ہو کر تعمیروترقی کے کاموں میں ایسی ہی یکجہتی کا مظاہرہ کریں تو وہ وقت دور نہیں جب ہم وقت کے دھاروں کو اپنے حق میں موڑ کر دنیا میں اپنے آپ کو ایک ترقی یافتہ ملک کی حیثیت سے منوائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ قومی تعمیر کے اس منصوبے میں دلجمعی اور شوق کا مظاہرہ اس بات کا غماز ہے کہ ہم ایک زندہ' جفاکش' محنتی اور غیور قوم ہیں جس کے حوصلے اور بلند ہمتی کا کوئی ثانی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ بھل صفائی مہم کے دوران جو اسباق ہم نے حاصل کئے ہیں ان میں سب سے اہم یہ ہے کہ موجودہ افرادی و مشینی وسائل جو ہمیں دستیاب ہیں وہ ملک میں پہلے بھی موجود تھے لیکن اس سے پہلے اس کام کے لئے انہیں اپنے موثر انداز میں کبھی استعمال نہیں کیا اور یہ کام اس مرتبہ عوام کے تعاون اور فوج کی بہتر انتظامی صلاحیت اور حکمت عملی کی بدولت ممکن ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس مہم کے دوران ہمیں ایک قوم کی حیثیت سے اپنی اجتماعی قوت کا بخوبی اندازہ ہوا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ایسے دیگر قومی منصوبوں کو ہم اسی طرح پایہ تکمیل تک پہنچائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس مہم سے ہمارے اندر ایک اجتماعی قومی سوچ ابھری ہے جس سے ایک روشن مستقبل کے سلسلے میں عزائم کو ترویج ملی ہے۔

ISPR

جنرل پرویز مشرف نے کہا کہ حکومت کی نظر میں ملک کے تمام شہری برابر ہیں اور کوئی چھوٹا بڑا نہیں۔ انہیں بعض مقامات سے زرعی آبپاشی میں چوری سے متعلق اطلاعات موصول ہوئی ہیں جو نہایت افسوسناک بات ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے سخت الفاظ میں کہا کہ کسی بھی کمزور کی حق تلفی ہرگز برداشت نہیں کی جائے گی اور پانی چور خواہ کتنے ہی بااثر کیوں نہ ہوں' قانون کے آہنی ہاتھوں سے بچ نہیں سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سال جہاں قومی خزانے کو بھل صفائی کے اخراجات کے ضمن میں جہاں دوگنا بچت ہوئی ہے وہاں کام بھی چارگنا زیادہ ہوا ہے جو ایک نہایت حوصلہ افزا بات ہے۔ آخر میں انہوں نے کہا کہ پاک فوج آئندہ سال بھی اپنے عوام کے شانہ بشانہ اس کار خیر میں حصہ لے گی تاکہ ملک بھر میں بھل صفائی کا کام سو فیصد مکمل ہو سکے اور ملکی معیشت پر اس کے بہتر نتائج مرتب ہوں۔

اس سے قبل چیف ایگزیکٹو جنرل پرویز مشرف جب بذریعہ ہیلی کاپٹر تخت بائی پہنچے تو صوبہ سرحد کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ محمد شفیق اور کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر نے دیگر اعلیٰ سول اور فوجی حکام کے ہمراہ ان کا استقبال کیا۔ اس موقع پر میجر جنرل آصف دریز اور کمانڈر کور انجینئر بریگیڈیر مشتاق احمد نے انہیں صوبے میں جاری بھل صفائی مہم سے متعلق تفصیلی بریفنگ دی۔ بریفنگ کے دوران انہیں بتایا گیا کہ صوبے میں کل ۴۳۱ نہریں اور آبی گزرگاہیں ہیں جن میں سے اس سال ۳۷۲ نہریں اور ۴۹ سائفن صاف کئے گئے ہیں۔ اس کے پیائش ۲۱۲۵ میل نہروں میں سے ۱۸۵۰ میل بنتی ہے اس سے ۶۱۲ء۵۸ مکعب فٹ بھل نکالی گئی ہے۔ انہیں مزید بتایا گیا کہ اس سال بھل صفائی مہم پر تقریباً" ۱۵ ملین روپے خرچ کئے گئے ہیں جبکہ محکمہ آبپاشی نے اس کام کا ۴۱ ملین روپے کا تخمینہ لگایا گیا تھا۔ اس طرح ملک کو ۲۶ ملین روپے کی بچت ہوئی۔ اس سال نہروں اور پشتوں کی مرمت پر ۳۹۶ء۵۹ ملین روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے جبکہ توقع ہے کہ اس میں بھی تقریباً" دس سے پندرہ ملین روپے کی بچت ہوگی۔

صوبہ سرحد میں ملک کے دیگر صوبوں کے مقابلوں میں بھل صفائی اس لئے مشکل کام ہے کہ یہاں نہروں اور سائفنوں میں سے بھل کے علاوہ پتھر اور بجری بھی نکالی جاتی ہے۔ دوسری جانب یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہاں زیادہ تر علاقے پہاڑی ہونے کے ناطے موسم سرما میں سخت سردی' برف باری اور بارش کی لپیٹ میں آجاتے ہیں جس سے کام میں خاصی مشکلات درپیش رہتی ہیں' لیکن ان تمام مسائل اور مشکلات کے باوجود قومی تعمیر نو کے اس منصوبے کو طے شدہ وقت میں پایہ تکمیل تک پہنچانا بلند ہمت کسانوں اور فوجی جوانوں کے جذبہ ایثار اور عزم کا مرہون منت ہے۔

صوبہ سرحد میں بھل صفائی مہم کا آغاز اس سال یکم جنوری سے ہوا۔ مہم کے آغاز پر کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر نے اپنے خصوصی پیغام میں کہا کہ پاکستان میں زرعی خود کفالت اور خود انحصاری کی ضرورت کے پیش نظر آبپاشی نظام میں اصلاح ایک نہایت ہی اہم اقدام ہے۔

ہمارے ملک میں جو بنیادی طور پر ایک زرعی ملک ہے' معیشت کا زیادہ تر انحصار نہروں کے ذریعے آبپاشی پر ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نہروں کی تہہ میں بالائی علاقوں سے پانی کے ساتھ بہہ کر آنے والی ریت' مٹی اور دیگر جڑی بوٹیاں جمع ہوتی رہتی ہیں جس سے نہروں میں پانی کی مقدار اور بہاؤ متاثر ہوتا ہے اور فصلوں کو بروقت مناسب مقدار پانی میسر نہ آنے سے زرعی پیداوار میں اضافہ کی کوششوں پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان میں آبپاشی کے لئے پانی کی کمی ایک مستقل مسئلہ ہے۔ اس سال بروقت بارشیں نہ ہونے سے آبپاشی کے لئے دستیاب پانی کی مقدار میں دس فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ مختلف ڈیموں کے ذخیرہ ہائے آب میں بھی ریت بھر جانے کے باعث زیر آب تہہ اونچی ہونے سے پانی کی مقدار کم ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ نہروں کے کناروں کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر غیر قانونی طریقے سے پانی حاصل کرنے کے لئے لوگوں نے ناجائز نالے لگائے ہوئے ہیں۔ ان کا تدارک بھی نہایت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ پہلا موقع ہے کہ بھل صفائی مہم کے لئے فوج میدان عمل میں آئی ہے۔ اس طرح تعلیم' صحت اور قومی

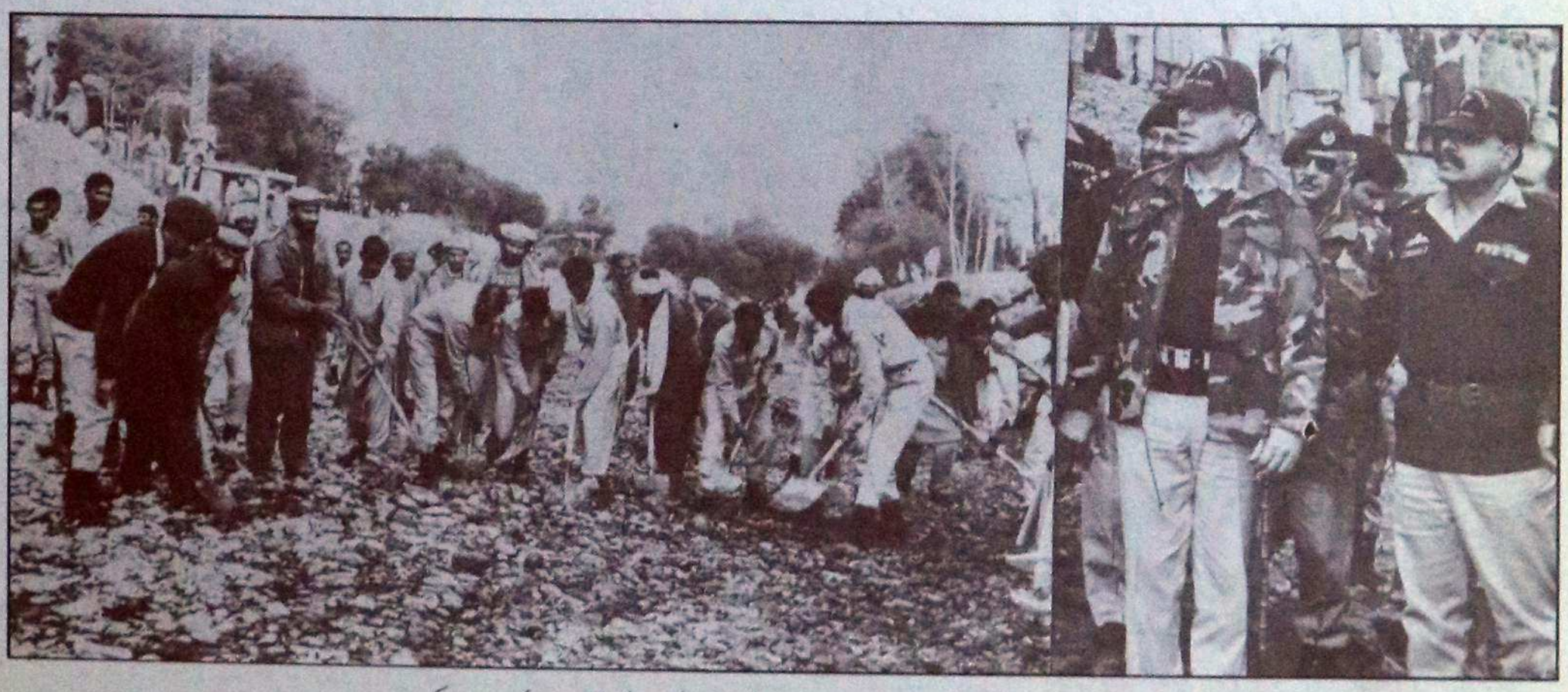

کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر لانڈی ڈھاک لنک کینال کی بھل صفائی ہوتے دیکھ رہے ہیں

زندگی کے دوسرے شعبوں کے ساتھ ساتھ زراعت کے شعبے میں خدمات کے حصول اور بجا آوری سے قومی تعمیر نو میں فوج کے فعال اور نمایاں کردار کی عکاسی ہوتی ہے۔ کور کمانڈر نے کہا کہ آبپاشی' پبلک ہیلتھ انجینئرنگ' جنگلات کے محکموں' ڈویژنل کمشنر' ڈپٹی کمشنر اور انتظامیہ کے دوسرے شعبوں کے اہلکار اس مہم کو کامیاب بنانے کے لئے مربوط انداز میں کام کریں۔ انہوں نے مالکان اراضی' کسانوں اور دوسرے شعبوں کے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اس مہم میں بھرپور شرکت کرکے اسے کامیابی سے ہمکنار کریں۔

بھل صفائی مہم کا آغاز باقاعدہ افتتاح صوبہ سرحد کے گورنر لیفٹیننٹ جنرل ریٹائرڈ محمد شفیق نے کابل ریور کینال سے کیا۔ اس موقع پر گیریژن کمانڈر پشاور میجر جنرل آصف دریز نے کہا کہ یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ آج سے باون سال قبل پاکستان رمضان المبارک میں قائم ہوا تھا اور آج ہمارے ملک کی تعمیر و ترقی کی اس مہم کا آغاز بھی اسی مبارک مہینے میں ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فوج اور عوام گاڑی کے دو پہیے ہیں اور فوج اپنی عوام کی خدمت کے لئے ہمہ وقت تیار ہے جس کی مثال کسان بھائیوں کی بہتری اور ملکی خوشحالی کی اس مہم میں فوج کی شمولیت ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھل صفائی مہم سے نہ صرف زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا بلکہ مہم پر اٹھنے والے اخراجات میں کمی سے ملکی خزانے کو بچت ہوگی۔

صوبہ سرحد میں بھل صفائی مہم کے دوران جو باتیں خاص طور پر سامنے آئیں ان میں سے فوج اور عوام کے درمیان مکمل ہم آہنگی اور جذبہ تعمیر وطن ہے۔ بھل صفائی مہم کے دوران فوج کے اعلیٰ افسران نے کام کی نگرانی کے سلسلے میں صوبے بھر کے دورے کرکے مختلف اضلاع میں کام کے معیار اور پیش رفت کا جائزہ لیا۔ اس سلسلے میں لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر نے چارسدہ اور بنوں ڈویژن کا دورہ کیا اور کسانوں' فوجی جوانوں' رضاکاروں اور دیگر سرکاری محکموں کے اہلکاروں سے غیر رسمی بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک میں صلاحیت اور ہنر کی کوئی کمی نہیں اور ہمارے عوام وطن عزیز کو اقتصادی طور پر ایک خوشحال اور مضبوط ملک بنانے کا بھرپور جذبہ رکھتے ہیں لیکن ضرورت ان صلاحیتوں اور جذبے کو صحیح سمت استعمال میں لانے کی ہے۔ اس عملی مظاہرے سے یہ بات ثابت

ہوئی ہے کہ ہماری قوم عالمی برادری میں اپنے آپ کو ایک خوشحال' پرعزم اور غیور قوم کی حیثیت سے متعارف کرانے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سرد موسم اور سنگلاخ زمین میں کام کے کٹھن مراحل کے باوجود قومی ترقی کے جذبے سے لیس پاکستانی شہریوں کا عزم اور حوصلہ اس بات کا غماز ہے کہ یہ ہر بحران کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کے ساتھ ساتھ ملکی تعمیر و ترقی کی راہ ہموار کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کور کمانڈر نے اس موقع پر سول انتظامیہ کی ان کوششوں کو سراہا جس کی بدولت انہوں نے مقامی لوگوں کو نہ صرف انفرادی طور پر شرکت پر مائل کیا بلکہ ان کو قومی تعمیر کے اس منصوبے کے لئے ذاتی مشینری کے استعمال پر بھی قائل کیا تاکہ خود انحصاری کے اس منصوبے کو کامیاب بنایا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ ضلع مردان' چارسدہ اور صوابی کے کسانوں نے جس طرح بھاری مشینری سے قطع نظر زیادہ تر کام اپنے زور بازو کے بل بوتے پر کیا' یہ بات ان کے بلند حوصلے اور عزم و ہمت کی عکاس ہے۔ کور کمانڈر نے اس موقع پر سول انتظامیہ کو باور کرایا کہ وہ اس مہم کے دوران تمام غیر قانونی ناکوں کو بند کرائیں اور اصلاح آبپاشی کو یقینی بنائیں۔ انہوں نے تنبیہہ کی کہ نہروں سے ناجائز طریقہ سے پانی حاصل کرنے والے افراد قومی مجرم ہیں اور ایسے جرائم کا ارتکاب کرنے والے کڑی سے کڑی سزا کے مستحق ہیں۔ انہوں نے کسانوں پر زور دیا کہ وہ ایسے تمام قومی مجرموں کے نام سول انتظامیہ اور فوج کے نوٹس میں لائیں تاکہ سماج دشمن عناصر کی بیخ کنی کے لئے قانون کو حرکت میں لایا جاسکے اور چھوٹے کسانوں کو حق تلفی سے بچایا جاسکے۔ لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر نے موقع پر موجود محکمہ انہار اور محکمہ جنگلات کے افسروں سے کہا کہ وہ بھل صفائی کی اس مہم کے دوران محکمہ انہار کی سرکاری زمینیں ناجائز قابضین سے واگزار کرانے اور نہروں کے کنارے درختوں کی چوری کی روک تھام کے لئے ہنگامی بنیادوں پر مناسب اقدامات کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہروں کے پشتوں کو مرمت کرنے کے علاوہ مزید مضبوط بنایا جائے اور نہروں کے کنارے سڑکوں کی مناسب دیکھ بھال کی جائے۔ انہوں نے زور دیا کہ اس موقع پر دستیاب افرادی قوت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے نہروں کے کنارے شجرکاری مہم کا آغاز کیا جائے تاکہ علاقے میں سازگار ماحولیاتی تبدیلیاں لائی جاسکیں۔

بنوں ڈویژن میں دورے کے دوران کور کمانڈر لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر نے کہا کہ اس ملک گیر مہم کا مقصد زرعی آبپاشی کے نظام کو بہتر بنانے کے ساتھ ساتھ نہروں کے آخری سروں پر موجود کھیتوں تک پانی کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے تاکہ حقدار کو اس کا حق ملے اور ملک کو زرعی خود کفالت حاصل ہوسکے۔ انہوں نے کہا کہ بھل صفائی کے دوران عوام کو پیش آنے والی تمام مشکلات سے وہ پوری طرح آگاہ ہیں اور ان کے جذبہ ایثار اور لگن کو داد دیتے ہیں کیونکہ دیگر میدانی علاقوں کے برعکس پتھریلے پہاڑی علاقوں کی نہروں کی بھل صفائی قدرے کٹھن اور محنت طلب کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ خراب موسم اور نامساعد حالات کے باوجود کام کا معیار دیکھ کر وہ بہت متاثر ہوئے ہیں اور بحیثیت مجموعی کارکنوں کی جواں ہمتی اور کوشش یقیناً ایک قابل ستائش اور قابل تقلید عمل ہے۔

پاک فضائیہ کی کارکردگی کا سہ ماہی جائزہ

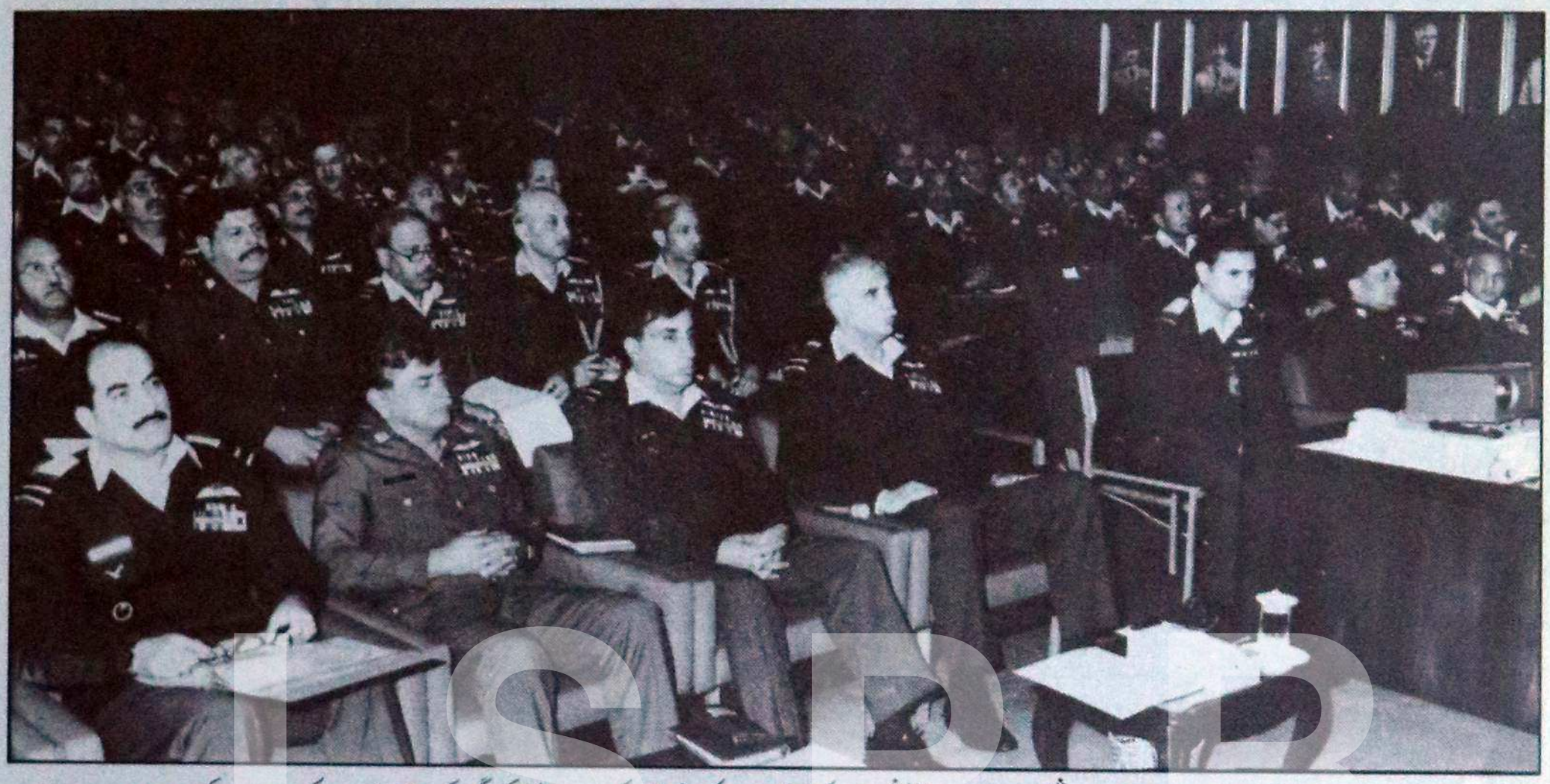

چیف آف ائرسٹاف ائرچیف مارشل پرویز مہدی قریشی ائرہیڈ کوارٹرز میں پاک فضائیہ کی سہ ماہی کارکردگی کے جائزہ اجلاس کی صدارت کررہے ہیں

چیف آف ائرسٹاف ائرچیف مارشل پرویز مہدی قریشی کی صدارت میں ائرہیڈ کوارٹرز میں پاک فضائیہ کی سہ ماہی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ اس موقع پر اپنے خطاب میں ائرچیف نے کہا کہ تمام پابندیوں کے باوجود پاکستان ائرفورس کامیابی سے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہی ہے اور حادثات کی شرح کافی حد تک کم ہوگئی ہے۔ انہوں نے تمام فیلڈ کمانڈروں' سپروائزروں' پائلٹوں اور ہنرمندوں کو سخت محنت کرنے پر مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ آپ اسی طرح تندہی سے اپنے فرائض انجام دیتے رہیں تاکہ پیشہ ورانہ مہارت کے اعلیٰ معیار کو برقرار رکھا جاسکے۔

پاک فضائیہ کی کارکردگی کا جائزہ ہر تین ماہ بعد لیا جاتا ہے جس کی صدارت چیف آف ائرسٹاف کرتے ہیں اور اس میں پاک فضائیہ کے وائس چیف آف ائر سٹاف مختلف برانچوں کے سربراہ یعنی ڈپٹی چیفس آف ائر سٹاف' ائر آفیسرز کمانڈنگ' بیس کمانڈرز اور فیلڈ کمانڈرز شریک ہوتے ہیں اس سے ائرسٹاف کو ائرفورس کی تمام سرگرمیوں کی چھان بین کرنے اور جہاں کہیں کمزوریاں پائی جائیں انہیں دور کرنے کا موقع ملتا ہے۔

کویت کی مسلح افواج کے چیف آف جنرل سٹاف لیفٹیننٹ جنرل علی حسن محمد المومن نے نیول ہیڈکوارٹرز میں چیف آف نیول سٹاف ایڈمرل عبدالعزیز مرزا سے ملاقات کی

ائرمارشل محمد فاروق قاری

کو

وائس چیف آف ائرسٹاف مقرر کردیا گیا

ائرمارشل محمد فاروق قاری کو چار فروری سے وائس چیف آف ائرسٹاف مقرر کیا گیا ہے۔ ائرمارشل علی الدین کی ریٹائرمنٹ کے بعد یہ عہدہ خالی ہو گیا تھا۔

ائرمارشل محمد فاروق قاری ۲۵ دسمبر ۱۹۴۶ کو لاہور میں پیدا ہوئے۔ ۲۷ جنوری ۱۹۶۷ء کو پاکستان ائرفورس کی جنرل ڈیوٹی (پائلٹ) برانچ میں کمیشن حاصل کیا۔ فائٹر پائلٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے ہوئے پاک فضائیہ میں شامل تمام اقسام کے صف اول کے لڑاکا طیارے اڑا چکے ہیں۔ ۱۹۷۱ء کی پاک بھارت جنگ میں سرگرمی سے حصہ لیا۔

ایک فائٹر سکواڈرن' ایک فائٹر ونگ اور آپریشنل اور نان آپریشنل بیس کی کمان کر چکے ہیں۔ کمیٹ

کمانڈرز کورس' پی اے ایف سٹاف کورس اور آرمڈ فورسز وار کورس کر چکے ہیں اپنے شاندار کیریر کے دوران کمان اور سٹاف کے متعدد عہدوں پر فائز رہے جن میں نیشنل ڈیفنس کالج میں ڈائریکٹنگ سٹاف (ائر) ائرہیڈکوارٹرز میں ائرسیکرٹری' اسسٹنٹ چیف آف ائرسٹاف (فلائٹ سیفٹی) اور ڈپٹی چیف آف ائرسٹاف (ایڈمنسٹریشن) کے عہدے شامل ہیں۔ بیرون ممالک برطانیہ اور لیبیا میں بھی خدمات انجام دیں۔ نئے عہدے پر فائز ہونے سے قبل ائرآفیسر کمانڈنگ سنٹرل ائرکمانڈ کے طور پر خدمات انجام دے رہے تھے۔ پی اے ایف میں ان کی شاندار خدمات کے اعتراف میں حکومت پاکستان انہیں ہلال امتیاز (ملٹری) ستارۂ امتیاز (ملٹری)' ستارۂ بسالت اور تمغہ بسالت سے نوازچکی ہے۔

ائرمارشل پرویز اقبال مرزا

ائرمارشل ریاض الدین شیخ

ائروائس مارشل پرویز اقبال مرزا اور ائروائس مارشل ریاض الدین شیخ

کی ائرمارشل کے رینک پر ترقی

ائروائس مارشل پرویز اقبال مرزا اور ائروائس مارشل ریاض الدین شیخ کو ائرمارشل کے رینک پر ترقی دے دی گئی ہے۔

ائروائس مارشل پرویز اقبال مرزا ۱۹۴۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پی اے ایف پبلک سکول لورٹوپہ میں حاصل کی۔ ۲۲ جنوری ۱۹۶۷ء کو پاکستان ائرفورس میں کمیشن حاصل کیا اور ترقی پا کر فائٹر پائلٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اپنے کیریئر کے دوران ایک فائٹر سکواڈرن' ایک فائٹر ونگ اور ایک آپریشنل بیس کی کمان کی۔ وہ ڈیفنس مینجمنٹ کورس' پی اے ایف سٹاف کالج کورس' جرمنی سے جنرل سٹاف اینڈ کمانڈ کورس اور آرمڈ فورسز وار کورس کر چکے ہیں۔ سٹاف کے متعدد اہم عہدوں پر فائز رہے اور بطور کمانڈنٹ ائروار کالج' سینئر ائرسٹاف آفیسر ساؤدرن ائرکمانڈ' اسسٹنٹ چیف آف ائرسٹاف (آپریشنز) ڈائریکٹر جنرل (لاجسٹکس) جے ایس ہیڈکوارٹرز' انسپکٹر جنرل ائرفورس اور ائرآفیسر کمانڈنگ ناردرن ائرکمانڈ خدمات انجام دیں۔ ابوظہبی میں بھی ڈیپوٹیشن پر خدمات انجام دیتے رہے۔ ان دنوں ائرآفیسر کمانڈنگ ساؤدرن ائرکمانڈ کے طور پر ائرفورس اور ائرآفیسر کمانڈنگ ناردرن ائرکمانڈ کے عہدوں پر خدمات انجام دیں۔ ان دنوں ائرہیڈکوارٹرز میں ڈپٹی چیف آف ائرسٹاف (ایڈمنسٹریشن) ہیں۔ لیبیا میں بھی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ ان کی شاندار خدمات کے اعتراف میں انہیں ہلال امتیاز (ملٹری) اور ستارہ بسالت سے نوازا جاچکا ہے۔

ائرمارشل ریاض الدین شیخ ۱۹۴۷ء میں حیدرآباد میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم سینٹ بونا وینچر ہائی سکول حیدرآباد سے حاصل کی۔ ۲ جولائی ۱۹۶۷ء کو جی ڈی (پی) برانچ میں کمشن حاصل کیا اور فائٹر پائلٹ کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ اس کے علاوہ فلائٹ سیفٹی آفیسرز کورس (امریکہ) کمبیٹ کمانڈرز کورس' پی اے ایف سٹاف کالج کورس اور فرانس سے وار کورس مکمل کئے۔ ایک فائٹر سکواڈرن' ایک فائٹر ونگ اور ایک آپریشنل بیس کی کمان کی۔ ان کی سٹاف تقرریوں میں ڈائریکٹر فلائٹ سیفٹی' ڈائریکٹر آف آپریشنز' ریجنل ائرکمانڈ کے سینئر ائرسٹاف آفیسر' ڈپٹی انسپکٹر جنرل خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اپنی شاندار خدمات کے اعتراف میں ہلال امتیاز (ملٹری) اور تمغہ بسالت حاصل کر چکے ہیں۔

آرمی حج میڈیکل مشن

سرجن جنرل پاکستان آرمی لیفٹیننٹ جنرل ارشد حسین حج میڈیکل مشن سے خطاب کر رہے ہیں

سرجن جنرل پاکستان آرمی لیفٹیننٹ جنرل ارشد حسین نے کہا ہے کہ حج میڈیکل مشن سعودی عرب میں عازمین حج کی دیکھ بھال میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھے گا۔ وہ آرمی میڈیکل کالج راولپنڈی کے فاروقی آڈیٹوریم میں حج میڈیکل مشن سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے مقدس سرزمین میں یہ مقدس فریضہ پوری دلجمعی اور لگن سے سرانجام دینے کی ضرورت پر زور دیا اور امید ظاہر کی کہ حج میڈیکل مشن برائے ۲۰۰۰ء مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ میں حاجیوں کی دیکھ بھال میں پاکستان آرمی کی اعلیٰ روایات کو برقرار رکھے گا۔

واضح رہے کہ اس سال چار میڈیکل سپیشلسٹ، ایک گائناکالوجسٹ، ایک آئی سپیشلسٹ اور ایک ای این ٹی سپیشلسٹ حج میڈیکل مشن کا حصہ ہیں۔ اس کے علاوہ آرمی اور سول سے تیس تیس ڈاکٹرز لئے گئے ہیں۔

چیف آف ائرسٹاف ائرچیف مارشل پرویز مسعود قریشی اردن کی مسلح افواج کے اسسٹنٹ چیف آف ائرسٹاف میجر جنرل موسیٰ ایم عازوقہ کو ائرپیڈ کوارٹرز کے دورہ کے موقع پر کریسٹ پیش کر رہے ہیں

بریگیڈئر راشد قریشی کی میجر جنرل کے رینک پر ترقی

ڈائریکٹر انٹر سروسز پبلک ریلیشنز بریگیڈئر راشد قریشی کو چار فروری سے میجر جنرل کے رینک پر ترقی دے دی گئی ہے اور انہیں فوری طور پر ڈائریکٹر جنرل انٹر سروسز پبلک ریلیشنز مقرر کیا گیا ہے۔

میجر جنرل راشد قریشی نے ۱۹۷۱ء میں آرٹلری کور میں کمیشن حاصل کیا۔ مختلف یونٹوں میں خدمات انجام دیں اور پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں پلاٹون کمانڈر رہے۔ بعد ازاں دسمبر ۱۹۷۷ء میں ان کا تبادلہ انفنٹری (فرنٹیئر فورس رجمنٹ) کر دیا گیا جہاں کمان اور سٹاف کے مختلف عہدوں پر خدمات انجام دیں۔

انہیں امریکہ کے ایک انفنٹری سکول فورٹ بیننگ کا گریجوایٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ اور نیشنل ڈیفنس کالج پاکستان کے بھی گریجوایٹ ہیں جہاں انہیں وار سٹڈیز میں ایم ایس سی (آنرز) کی ڈگری دی گئی۔ ایک انفنٹری بریگیڈ کے بریگیڈ میجر بھی رہے۔ ۱۹۸۳ء سے ۱۹۸۵ء تک آرمرڈ کور ڈائریکٹوریٹ سعودی عرب میں میکانائزڈ انفنٹری کے مشیر کے طور پر خدمات انجام دیں۔ انہوں نے ایک میکانائزڈ انفنٹری بٹالین کی کمان کی۔ انفنٹری ڈویژن اور ملٹری آپریشنز ڈائریکٹوریٹ جنرل ہیڈکوارٹرز میں جنرل سٹاف آفیسر گریڈ ون کے طور پر خدمات انجام دیں۔

سکردو میں ۱۹۹۳ء سے ۱۹۹۴ء تک ایک انفنٹری بریگیڈ کی کمان کی۔ ۱۹۹۴ء سے ۱۹۹۷ء تک منگلا کور کے

چیف آف سٹاف رہے اور بعد ازاں راولاکوٹ آزاد کشمیر میں ایک دوسرے انفنٹری بریگیڈ کی کمان کی۔ نیشنل ڈیفنس کالج اسلام آباد میں ڈائریکٹنگ سٹاف وار ونگ کے طور پر بھی خدمات انجام دیں۔ نومبر ۱۹۹۸ء میں انہیں انٹر سروسز پبلک ریلیشنز کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا۔

ISPR

بھل صفائی۔ ایک منفرد تجربہ

بھل صفائی کی حالیہ مہم کے دوران پیش آنے والے ناقابل فراموش واقعات اور تجربات کے بارے میں ہلال کے قارئین کو شریک کیجئے۔

"بھل صفائی۔ ایک منفرد تجربہ" کے موضوع پر آپ اپنے منفرد تجربات، اور دلچسپ واقعات تحریر کیجئے۔

ہفت روزہ ہلال کے زیر اہتمام مضمون نویسی کے مقابلے میں حصہ لیجئے۔ مضمون تین مکمل صفحات یا چھ سو الفاظ سے زائد نہ ہو۔ مضمون نگار اپنی بلیک اینڈ وائٹ تصویر، مختصر تعارف اور ایڈریس ضرور ارسال کریں۔

مضمون بھیجنے کا پتہ:۔ ایڈیٹر ہلال، ہلال روڈ راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000

پی این ایس کارساز میں پاسنگ آؤٹ پریڈ

اپرنٹس پیار علی نے چیف آف نیول سٹاف گولڈ میڈل حاصل کیا○ کامکار پرافی شیشی بینر ٹیپو ڈویژن کو ملا

اپرنٹسز ایم یونس، ایم شفیق اور عمران عارف کو بالترتیب میرین انجینئرنگ (الیکٹریکل) ڈیزائن اینڈ میک پرا جیکٹس اور سپورٹس میں بہترین قرار دیا گیا

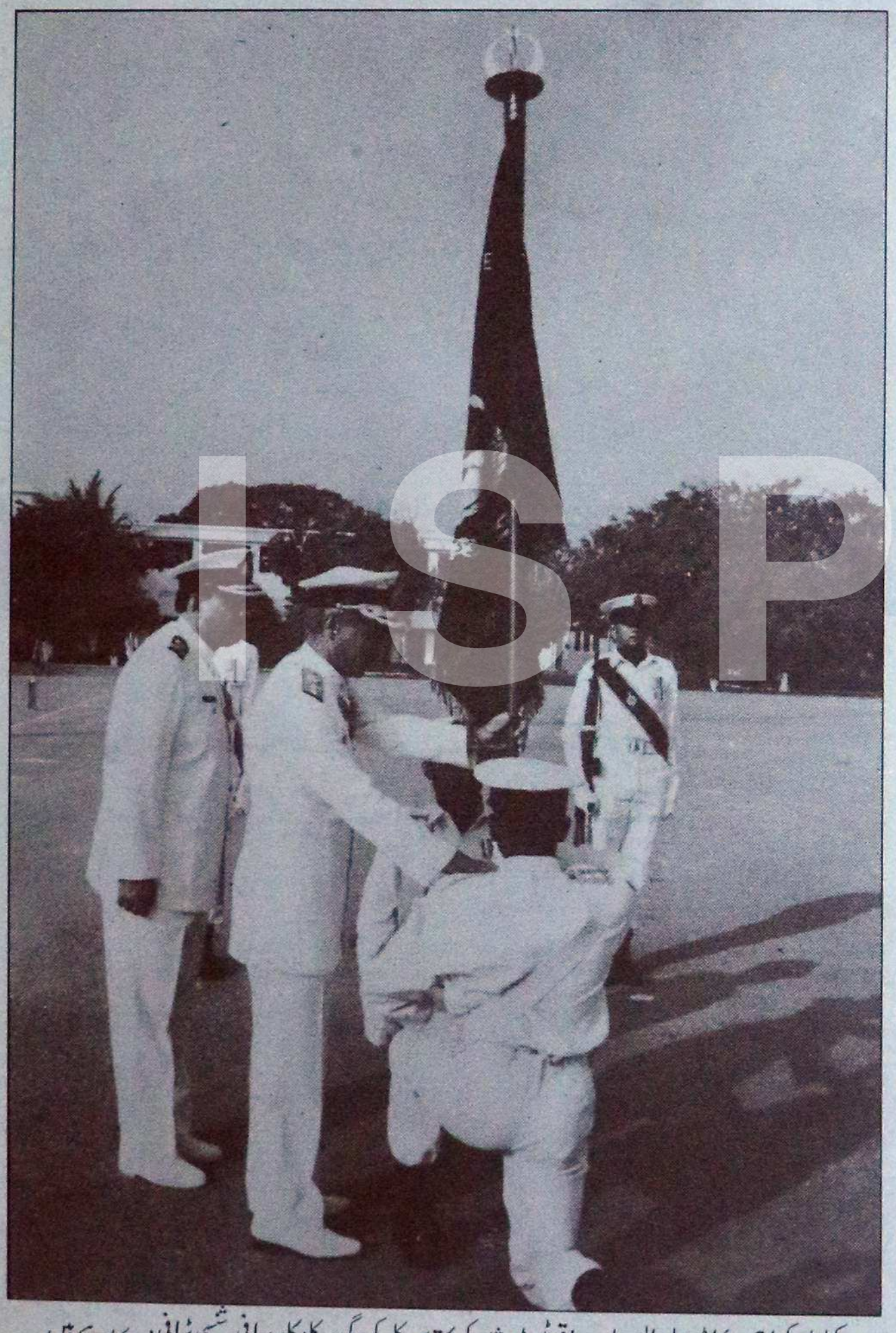

کمانڈر کراچی ریئر ایڈمرل ایس اے باقر ٹیپو ڈویژن کو بہترین کارکردگی پر کامکار پرافی شیشی ٹرافی دے رہے ہیں

بحری جنگ کی ٹیکنالوجی تیز رفتاری سے ترقی کر رہی ہے ہمیں سخت محنت کرنا ہو گی اور جدید بحری جنگ کے شعبہ میں ہونے والی ان تبدیلیوں کا ساتھ دینا ہو گا ورنہ ہم بہت پیچھے رہ جائیں گے۔ ان خیالات کا اظہار ریئر ایڈمرل ایس اے باقر کمانڈر کراچی نے کیا وہ ۲۴ جنوری کو پی این ایس کارساز میں بریو و ۹۶ بیچ کے اپرنٹسز کی پاسنگ آؤٹ پریڈ سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ محدود وسائل اور اقتصادی مشکلات کے باوجود حکومت پاکستان پاک بحریہ کی جنگی استعداد کار بڑھانے کے لئے تمام کوششیں بروئے کار لا رہی ہے۔ بحریہ کو جدید بنانے اور اسے نئے ہتھیاروں سے لیس کرنے کے موجودہ پروگرام سے پاک بحریہ ایک ایسے فلیٹ سے لیس ہو جائے گی جس کے پاس جدید ہتھیار اور آلات ہوں گے۔ ریئر ایڈمرل باقر نے نئے تربیت پانے والوں پر زور دیا کہ آپ اپنی فنی مہارت اور عسکری معلومات بڑھائیں اور ثابت کریں کہ آپ جدید ہتھیاروں کے موثر استعمال اور ان کی دیکھ بھال کے فن سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ انہوں نے اپرنٹسوں کو بحریہ کی ٹیکنیکل برانچ کی ریڑھ کی ہڈی قرار دیا اور امید ظاہر کی کہ وہ پاک بحریہ کی توقعات پر پورا اتریں گے۔ انہوں نے پاس آؤٹ ہونے والے اپرنٹس بالخصوص دوران تربیت نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والوں کو انعامات دیئے۔

اس سے قبل جب مہمان خصوصی پریڈ ایونیو پہنچے تو انہیں ایک چاق چوبند دستے نے گارڈ آف آنر پیش کیا۔ انہوں نے پریڈ کے عمدہ معیار اور شاندار ڈرل کی تعریف کی۔

اپنے خطبہ استقبالیہ میں کمانڈنگ آفیسر پی این ایس کارساز کموڈور نیر اقبال نے نیول اپرنٹسز کی تربیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ بعد ازاں ریئر ایڈمرل ایس اے باقر نے جیتنے والوں کو انعامات دیئے۔ چیف آف نیول سٹاف گولڈ میڈل اپرنٹس پیار علی کو ملا۔ انہیں ویپن انجینئرنگ (ریڈیو) میں بہترین کاریگر قرار دیا گیا۔ اپرنٹس ایم یونس، ایم شفیق اور عمران عارف بالترتیب میرین انجینئرنگ (الیکٹریکل) ڈیزائن اینڈ میک پرا جیکٹس اور سپورٹس میں بہترین کاریگر قرار پائے۔ کامکار پرافی شیشی بینر ٹیپو ڈویژن نے حاصل کیا۔

تقریب میں بحریہ کے افسروں، ملاحوں اور پاس آؤٹ ہونے والے بیچ کے عزیز و اقارب نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

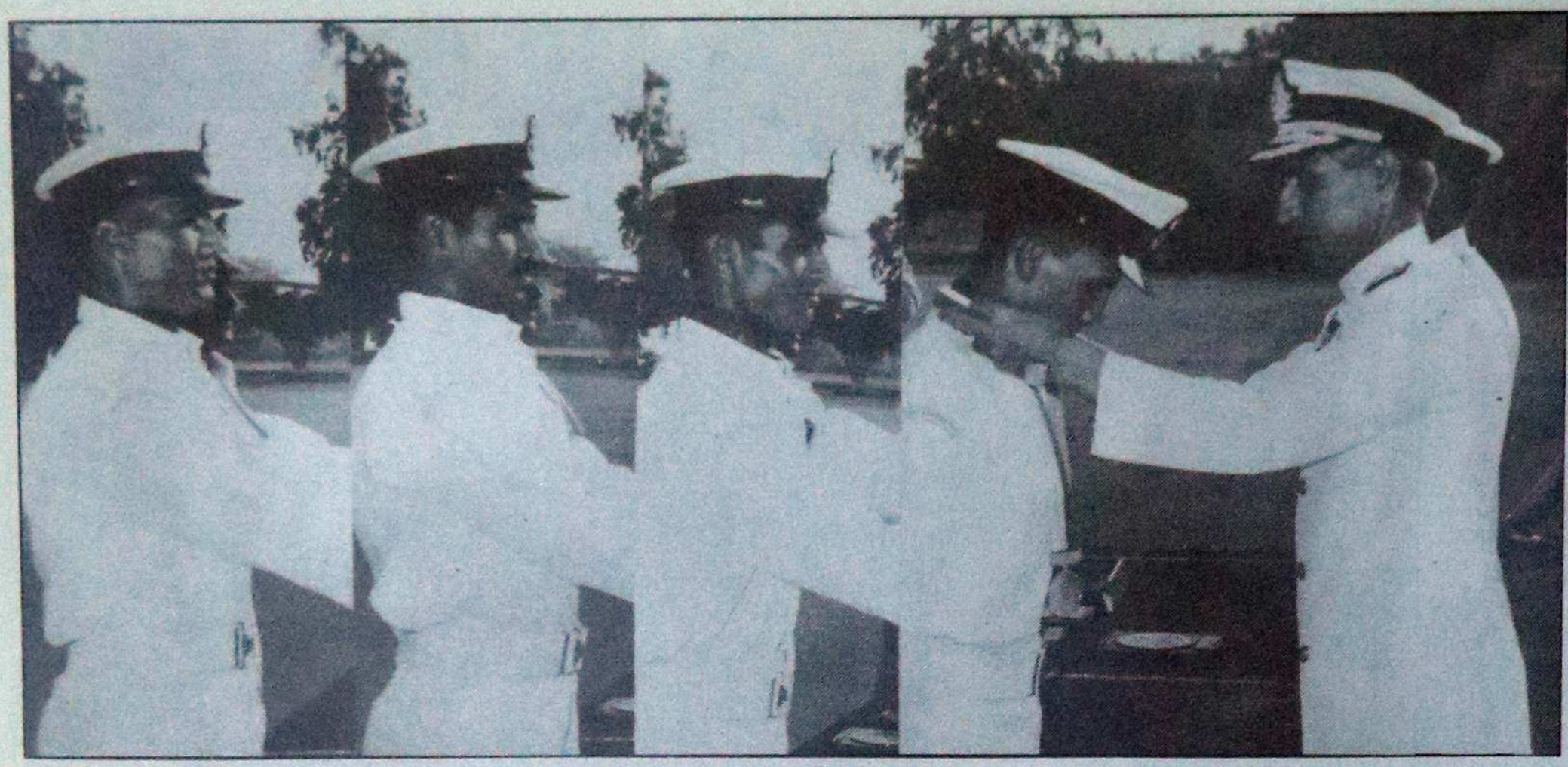

ریٹائیڈ مرل ایس اے باقر نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کو انعامات دے رہے ہیں

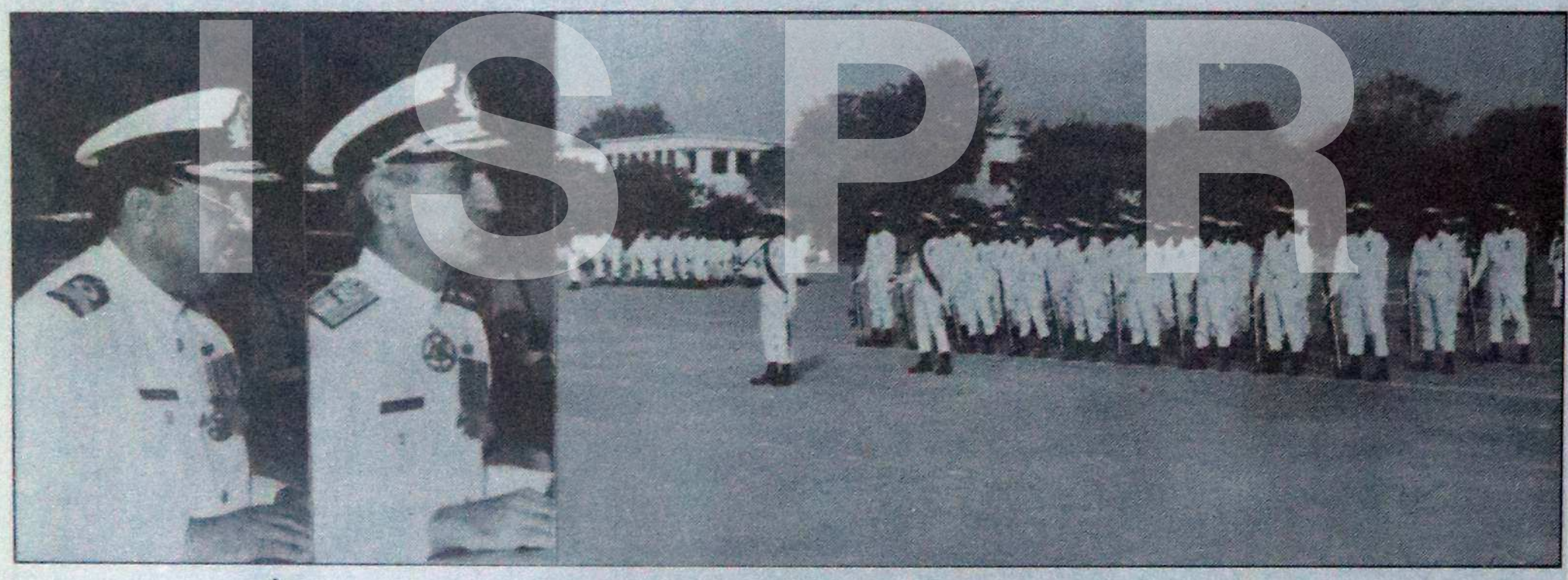

ISPR

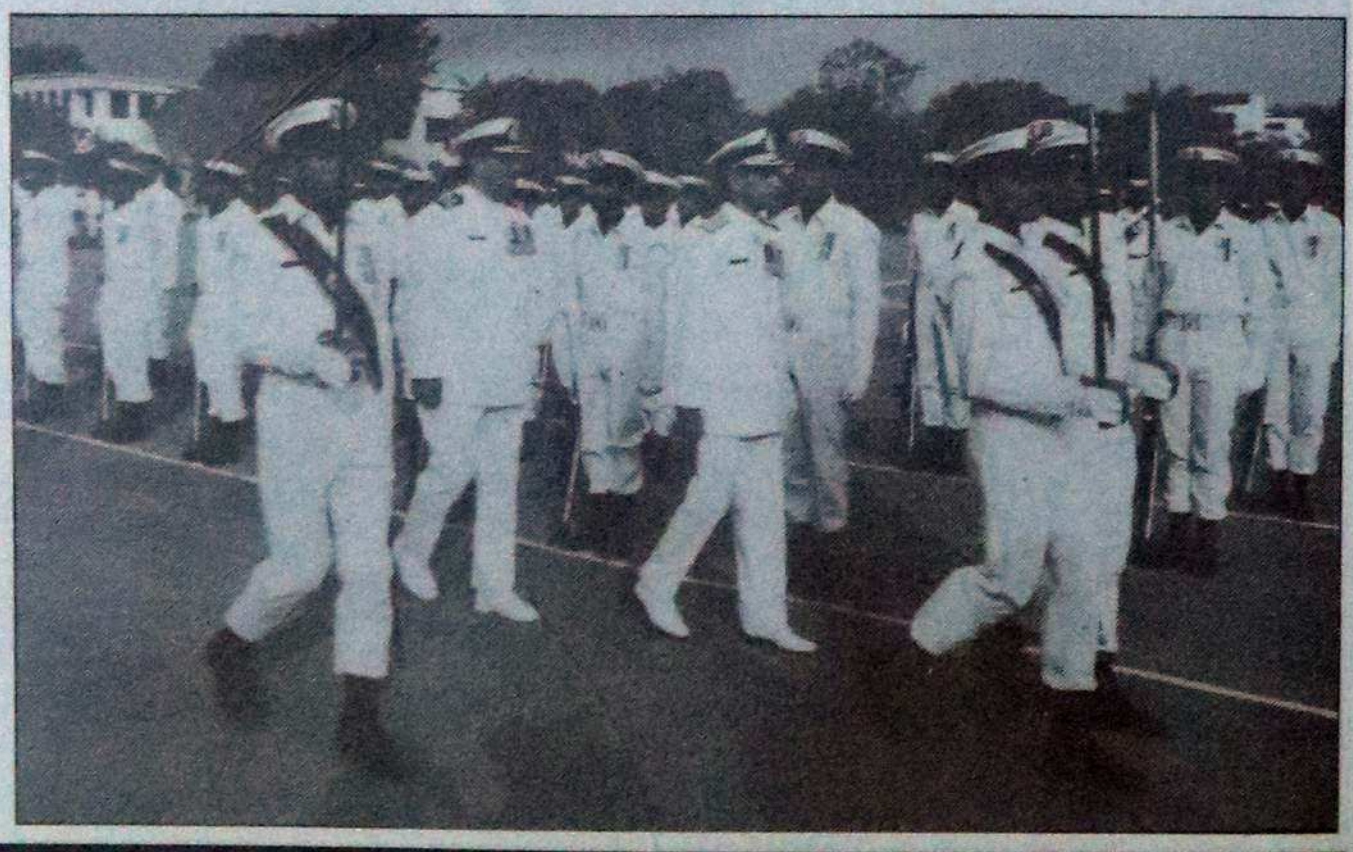

ریٹائیڈ مرل ایس اے باقر پریڈ سے خطاب کر رہے ہیں

پریڈ کا معائنہ

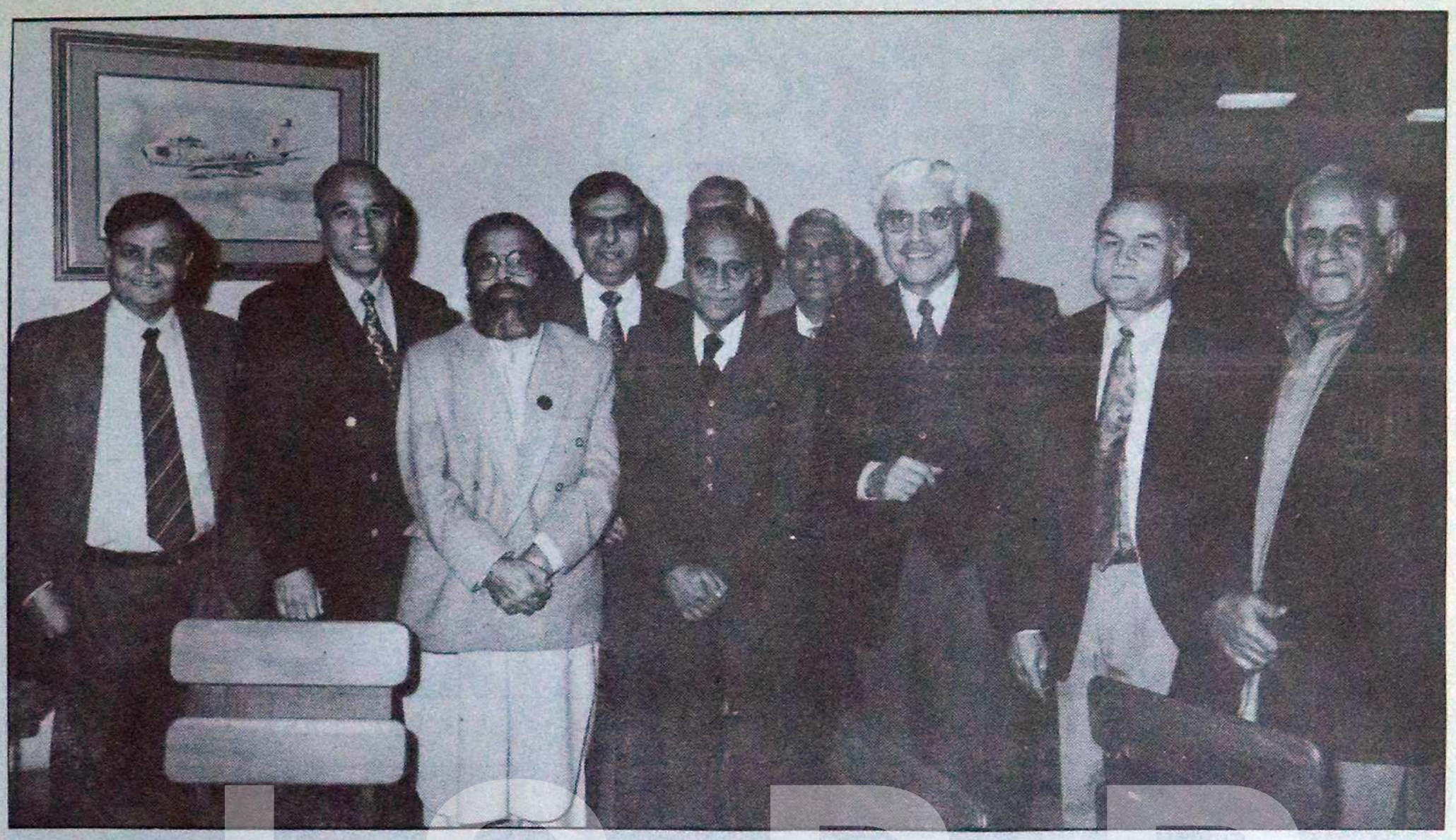

سابق چیف آف ائرسٹاف ائرچیف مارشل فاروق فیروز خان پی اے ایف کمپلیکس اسلام آباد میں سرگود ھین اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کی تقریب تجدید ملاقات میں طلباء قدیم کے ساتھ

اومان کی مسلح افواج کے اسسٹنٹ چیف آف سٹاف ائرکموڈور حماد بن ناصر بن علی ابو سعیدی جے ایس ہیڈکوارٹرز میں ڈائریکٹر جنرل جائنٹ سٹاف لیفٹیننٹ جنرل محمد نعیم اکبر کے ساتھ

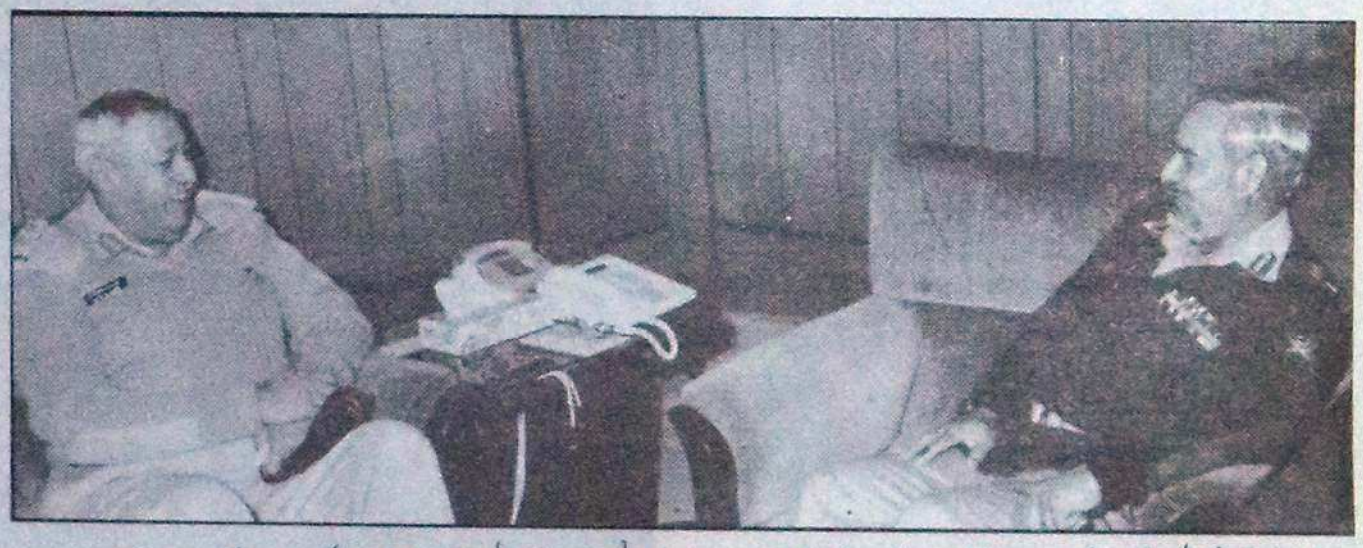

کویت کی مسلح افواج کے چیف آف جنرل سٹاف لیفٹیننٹ جنرل علی حسن محمد المومن جنرل ہیڈکوارٹرز کے دورہ کے موقع پر چیف آف جنرل سٹاف لیفٹیننٹ جنرل محمد عزیز خان کے ساتھ

مُبارک ہو کہ تم اِس درس گاہ سے کامراں نکلے

قومی ترانے کے خالق ابوالاثر حفیظ جالندھریؒ ۲۴ نومبر ۱۹۴۸ء کو خصوصی دعوت پر پی۔ایم۔اے کاکول گئے اور برجستہ ایک طویل نظم کہی۔
یہ یادگار نظم اُنہوں نے آفیسرز میس میں اپنے مخصوص انداز میں سُنائی۔ جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی کے سابق چیئرمین جنرل محمد اقبال خان (مرحوم) اُن دنوں کیپٹن تھے اور بحیثیت پلاٹون کمانڈر اکیڈمی میں متعین تھے۔ اُنہوں نے یہ نظم جناب حفیظ جالندھریؒ سے تحفتہً وصول کی تھی۔
ہم اِس کے کچھ حصّے نذرِ قارئین کر رہے ہیں۔

اگر اللہ پر ہم واقعی ایمان رکھتے ہیں
اگر یہ بھی صداقت ہے کہ ہم قرآن رکھتے ہیں

تو حکم "من رباط الخیل" کی تعمیل لازم ہے
فنونِ جنگ کے سامان کی تکمیل لازم ہے

اگر راہوار ہوں تیار فوجی شہسواروں کے
ارادے پست ہو جاتے ہیں دشمن کینہ کاروں کے

اگر وابستہ دامن صاحبِ معراج (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی سے ہے
تو پاکستان کی حفظ و بقا افواج ہی سے ہے

جہادِ فی سبیل اللہ اگر ایمان میں داخل ہے
تو فوجی تربیت گہہ جسمِ پاکستان کا دِل ہے

یہی اِک مدرسہ مرکز ہے پاکستاں کی فوجوں کا
یہی سرچشمہ ہے مِلّت کی دریا بار موجوں کا

جسے کہتے ہیں کیڈٹ اصل میں لفظِ قیادت ہے
قیادت اُس کو ملتی ہے جسے ذوقِ شہادت ہے

جو عالی حوصلہ اہلِ ارادت پائے جاتے ہیں
یہیں اُن کو قیادت کے ہُنر سکھلائے جاتے ہیں

یہ فوجی درسگاہ آئینہ ہے قومی تصوّر کا
یہ گہوارہ ہے غیرت کا شجاعت کا تہوّر کا

یہی ہے اوّلیں تعلیم گاہ اُن سربلندوں کی
ہے جن کے بازوؤں سے آبرو اللہ کے بندوں کی

یہ سب فولاد کے بازو بجائے خود ہیں تلواریں
جو اس کاکول میں رکھتے ہیں آ کر سان پہ دھاریں

جزاک اللہ اے عالی تبارو اے فدا کارو
جیوشِ فوجِ پاکستان کے افسر سپہ دارو

مُبارک ہو کہ تُم اِس درسگاہ سے کامراں نکلے
سرِ میداں یہاں سے صورتِ تیغِ رواں نکلے

مجاہد افسر و غازی ہو تُم فوجِ الٰہی کے
شرف تُم کو ملے ہیں آج اسلامی سپاہی کے

اِدھر غازی کا رتبہ ہے اُدھر شوقِ شہادت ہے
یہ جینا بھی عبادت ہے یہ مرنا بھی عبادت ہے

رسولِ پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میداں میں تمہاری لاج رکھیں گے
دو عالم میں ظفر کا ان سروں پہ تاج رکھیں گے

ابوالاثر حفیظ جالندھری

انٹر سروسز پبلک ریلیشنز ڈائریکٹریٹ نے سنٹرل آرمی پریس جی۔ ایچ۔ کیو راولپنڈی سے چھپوا کر ہلال روڈ راولپنڈی سے شائع کیا۔

سرورق مطبوعہ دی آرمی پریس (رجسٹرڈ) بینک روڈ راولپنڈی۔

Regd. No. NPR-038

ISPR